بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, June 29, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا وَإِذَا حَكَمۡتُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحۡكُمُواْ بِٱلۡعَدۡلِۚ إِنَّ ٱللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِۦٓۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ سَمِيعَۢا بَصِيرٗا ﴿٥٨﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ﴿٥٩﴾

[ترجمہ: "خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو خدا تمہیں خوب نصیحت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, June 29, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا وَإِذَا حَكَمۡتُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحۡكُمُواْ بِٱلۡعَدۡلِۚ إِنَّ ٱللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِۦٓۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ سَمِيعَۢا بَصِيرٗا ﴿٥٨﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ﴿٥٩﴾

[ترجمہ: "خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو خدا تمہیں خوب نصیحت

کرتا ہے۔ بے شک خدا سنتا اور دیکھتا ہے۔ مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا پھل بھی اچھا ہے]۔

وآخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین

جناب چیئرمین: منظور گچکی صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! ہماری ٹیبل پر سوالات کے جوابات موجود نہیں ہیں اس لئے ایسا لگتا ہے کہ آج وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: اصل میں دقت یہ ہے کہ آپ کو پتہ ہے کہ پہلے جو پروگرام تھا اس کے مطابق منڈے کا دن آف ڈے رکھا ہوا تھا۔ جب ہم نے فیصلہ کیا کہ روز ہم نے چلانا ہے تو اس فیصلے کے ساتھ ہم نے کوشش کی کہ سوالات ہو جائیں لیکن اس کے لئے خاص پیریڈ نوٹس کا چاہیئے ہوتا ہے۔ وہ اریخ نہیں ہو سکا، تو یہ دقت ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : دوسری بات یہ ہے کہ منسٹر صاحبان۔۔

جناب چیئرمین: اسلئے میں نے تھوڑا سا لیٹ شروع کیا تھا۔ صبح منسٹر صاحب کا فون آیا تھا کہ ایک ایمرجنسی میٹنگ ان کی بلالی گئی ہے تو تھوڑا سا لیٹ شروع کردیں۔ تھوڑا سا لیٹ شروع کیا ہے لیکن ابھی تک آئے نہیں۔ محمد علی صاحب کسی کو بھیج دیں تا کہ منسٹر صاحبان کو بلا لیا جائے۔ اس کو پڑھ دیں۔

جناب محمد علی خان : میں انتظام کر لیتا ہوں اگر مجھے اجازت دی جائے۔

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, I beg to move :

"that under rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of rule 38 of the said rules regarding Question Hour be dispensed with".

Mr. Chairman: It has been moved :

"that under rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of rule 38 of the said rules regarding Question Hour be dispensed with".

(The motion was adopted)

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! ہم حکومت سے پورا تعاون کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہم نے اس کو اپوز نہیں کیا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایک ہفتے کا نوٹس وزارتوں کے لئے کافی ہونا چاہئے یہ فیصلہ آپ نے ایک ہفتہ پہلے کیا تھا۔ تو یہ فیصلہ پچھلی اتوار کو ہوا تھا کہ منڈے سے ہم ریگولر لی میٹ کریں گے۔ ایک ہفتہ ہو گا ہے۔

جناب چیئرمین: کوشش ہم نے کی اور اب بھی کوشش کر رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: بدھ کو یہ نہ ہو۔ بدھ کو سوال ہونے چاہیں۔

جناب چیئرمین: کوشش ہم کر رہے ہیں جی۔ کیوں کہ میری خواہش یہ ہے اور ہم سب کی خواہش یہ ہے کہ وقفہ سوالات ہو جانا چاہئے۔ ہماری کارروائی کا ایک اہم حصہ ہے۔ تو کوشش ہم نے کی اور انشاء اللہ کوشش یہ ہو گی کہ جن دنوں میں سیشن ہو سوائے اتوار

کے جس دن رولز کہتے ہیں کہ وقفہ سوالات نہ ہو، وقفہ سوالات ہو۔ میں نے آفس کو بھی ڈائریکشن دی ہوئی ہے کہ۔ they should try their utomost.

پروفیسر خورشید احمد: پریذیڈنٹ ہم سے کر چکے ہیں کہ اب ہم نے روزانہ بیٹھنا ہے۔

جناب چیئرمین: نارمل روٹین میں یہی ہے (unless) کہ کوئی ایسی پرابلم ہے یا کوئی بات ہے تو .We will have to make adjustments جی وزیر صاحبان آجائیں گے۔ چونکہ ایڈجرنمنٹ موشنز ہیں۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Yes, I am going to contact some of them.

(Interruption)

جناب منظور احمد گچکی: پہلے تو ایڈجرمنمٹنٹ موشنز کو آنا چاہئے۔ یہ وزیر تو ریلوے کے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ تو پہلے جام وزیر ہیں۔

جناب چیئرمین: ایک قاضی صاحب کا پریویلج موشن بھی ہے۔ قاضی صاحب بھی نہیں ہیں اور کانجو صاحب بھی نہیں ہیں۔ ان کو میں نے سننا تھا۔ تو آئیں تو یہ بھی پھر لے لیں گے جب کانجو صاحب یہاں ہوں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: مجھے کم از کم ایک دن پہلے بتادیں تاکہ اس کا دوسرا پہلو بھی سامنے رکھا جائے۔

جناب چیئرمین: قانونی پہلو اس کا دیکھنا ہے۔ اس دوران دو موشنز ہیں For elections to Committees. یہ ٹیک اپ کرلیں۔

جناب منظور احمد لچکی: امیر حسین صاحب نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب پڑھ دیں گے۔ بلور صاحب آیٹم نمبر دو پڑھ دیں۔ ایک موشن موو کر دیں کہ Following be elected. نمبر دو جو ہے۔

Mr. Ghulam Ahmed Bilour: Sir, I beg to move that the following members may be elected as members of the Standing Committees namely; Mr. Alam Sher, Senator on Standing Committee No. 1 on Cabinet, Establishment and Management Services, Standing Committee No. 5 on Communications and Railways. And (2) Mr. M. Zahoor-ul-Haq, Senator on Standing Committee No. 3 on Commerce and Standing Committee No. 4 on Industries and Production.

سیّد عباس شاہ: میں جناب suggest کرتا ہوں اگر یہ سٹینڈنگ کمیٹی نمبر ایک ظہور الحق صاحب کو دی جائے۔ کیونکہ یہ ٹیکنیکل نہیں ہے اور عالم شیر کو کمیٹی انڈسٹریز اور پروڈکشن دی جائے۔

جناب چیئرمین: عباس شاہ صاحب، اصل میں ہم نے یہ کیا ہے کہ روٹین میں جس کی جگہ پر علم شیر صاحب آئے ہیں یعنی گلاب خان صاحب جن کمیٹیز میں تھے ان کی جگہ عالم شیر صاحب آئے ہیں۔ تو جن کمیٹیز میں گلاب خان صاحب تھے ان میں ہی ان کو لے آئے ہیں۔ تو چینج کریں گے تو پھر کچھ شائد اپ سیٹ ہو جائے۔ بعد میں چینجز آپس میں ہو سکتی ہیں۔

جناب چیئرمین: میرا مطلب یہ ہے کہ روٹین اپ سیٹ نہ کریں۔ آپس میں کوئی ہو جائے تو ہم کر لیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نہ کروائیں۔ وہ خود جب آئیں گے تو وہ کر لیں گے۔ ابھی اس

میں روٹین میں ہی چلنے دیتے ہیں۔ جو ہماری روٹین ہے۔

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Ghulam Ahmed Bilour :

> that Mr. Alam Sher, Senator, be elected to Standing Committee No. 1 on Cabinet, Establishment and Management Services and Standing Committee No. 5 on Communication and Railways.

Mr. Alam Sher, Senator, stands elected to Standing Committee No. 1 that is a Committee on Cabinet, Establishment and Management Services and Standing Committee No. 5 on Communications and Railways.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Ghulam Ahmed Bilour :

> that Mr. M. Zahoor-ul-Haq, Senator, be elected to Standing Committee No. 3 that is a Committee on Commerce and Standing Committee No. 4 on Industries and Production.

Mr. M. Zahoor-ul-Haq, Senator stands elected to Standing Committee No. 3 that is a Committee on Commerce and Standing Committee No. 4 on Industries and Production. جی اگر کہیں ہیں تو اس دوران سندھ سچویشن پر ڈیبیٹ کر لیا جائے۔ جی جناب عبداللہ شاہ صاحب۔

سیّد عبداللہ شاہ: جناب والا! یہ ہے کہ یہاں نارمل کسٹم ہو گیا ہے کہ Ministers keep the House hostages. I think this is a.....

جناب چیئرمین: جی نارمل تو نہیں ہوا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ پچھلے چند دنوں سے تو حاضر ہے۔ آج انہوں نے request بھیجی تھی کہ ایمرجنسی میں کوئی میٹنگ ہے اور انہوں نے request یہ کی تھی کہ---

Syed Abdullah Shah : There is a large number of Ministers,

somebody should be here.

جناب چیئرمین: مجھے آپ کے ساتھ اتفاق ہے۔اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ وزیر آ جائیں تو پھر ٹیک اپ کر ہیں۔ جتوئی صاحب آپ فرمائیں۔

جناب اعجاز علی جتوئی: سچویشن پر بات کرنی ہے؟

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اگر آپ کی اجازت ہو اور اگر ہاؤس اجازت دے تو بجائے اس کے کہ ہم ان کا انتظار کریں اس کو پھر بعد میں ٹیک اپ کر لیں گے۔

Syed Abdullah Shah: Yesterday, an adjournment motion on Bani Gala incident was admitted and time was to be fixed for discussing the same. Sir, before you ask Mr. Jatoi and another people to make speeches. Can you kindly fix the time for the same ?

جناب چیئرمین: جی وہ آ گیا ہے لیکن خیال یہ تھا سندھ سچویشن پر اگر ڈیبیٹ ختم ہو گیا تو پھر ٹیک اپ کریں گے۔ احتیاطاً رکھ لیا تھا۔ لیکن سندھ سچویشن ہو چونکہ priority ہے۔۔۔

Syed Abdullah Shah: Anyway, you might fix today.

جناب چیئرمین: وہ کر لیں گے۔ پہلے اگر آپ کی اجازت ہو تو پھر شروع کر دیں۔

Dr. Muhammad Rehan: Sir, may I also draw your kind attention to my adjournment motion which has been deferred for so many days' that is adjournment motion No. 39, what is going to happen with that ?

جناب چیئرمین: انتالیس آج ایجنڈے پر ہے جی۔ جب بھی وزیر صاحب آ جائیں

گے تو مناسب وقت پر ہم ان کو ٹیک اپ کر لیں گے۔ اس کو آج لینا ہے۔ آدھا گھنٹہ ایڈجرنمنٹ موشن کو ہم نے آج دینا ہے۔ بہرہ ور سعید صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! اس دن آپ کی غیر حاضری میں میری تقریر کے ساتھ کوئی انصاف نہیں ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کیساتھ کس نے انصاف نہیں کیا ہے۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: حسن اے شیخ صاحب نے۔ مجھے بیس منٹ الاٹ تھے اس میں سے پندرہ منٹ دیئے۔ ایک بٹہ چار حصہ میں نے تقریر نہیں کی۔ جو میں نے اہم تجاویز دینی تھیں سندھ کے متعلق اس کو بھی ختم کر دیا گیا۔ گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی خالی موقع ملے۔۔

جناب چیئرمین: حسن اے شیخ صاحب آپ کے ساتھی ہیں۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ کوئی شخص ہاؤس میں ہے جو آپ کی تقریر کو ختم کر سکتا ہے۔ آئندہ میرے خیال میں انہیں کو بٹھایا جاءگا جب آپ تقریر کر رہے ہوں گے۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے انہیں جان بوجھ کر بٹھایا تھا۔

جناب چیئرمین: کم از کم کوئی شخص ہے اس ہاؤس میں مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ تو آئندہ آپ کی تقریر کے دوران انہیں سے request کیا جائے گا۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: میرا مطلب یہ ہے کہ کچھ اگر موقع مل جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: چلیں دیکھ لیں گے۔ جی اعجاز جتوئی صاحب۔

FURTHER DISCUSSION ON SINDH SITUATION

جناب اعجاز علی خان جتوئی: شکریہ جناب چیئرمین، آج ہم Sindh situation پر بحث مباحثہ کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے اسی فورم پر اسی august House میں کئی مرتبہ

میرے صوبے کو یہاں پر discuss بھی کیا گیا ہے اور دوستوں نے یہاں پر کافی تجاویز بھی دی ہیں ایوان کی Committee form کی گئی تھی investigate کرنے کے لئے کہ آخر کار سندھ میں law and order اور اس کی multi-dimensional جو problems ہیں ان کو کس طرح سے redress کیا جائے میں اپنی تقریر اور تجاویز اس شعر سے شروع کرتا ہوں

؎ میں کس کس ہاتھ پر اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہن رکھے ہیں دستانے

جناب چیئرمین! اس ملک کی عجیب صورت حال ہے اس وقت سندھ کا موجودہ جو بحران ہے۔ جو آج کا سندھ ہے اس کو کئی سال پہلے کئی حکومتوں سے اور کئی dictators سے منسلک کرنا پڑے گا میں floor of the House پر موجودہ سندھ کی صورت حال کے جو اہم ذمہ دار افراد ہیں ان کے نام میں ریکارڈ پر لانے کے لئے لینا چاہتا ہوں وزیر اعظم نواز شریف، صدر مملکت غلام اسحاق خان Chief of the Army Staff جنرل اسلم بیگ سابق جو ریٹائر ہو چکے ہیں، جنرل ضیاء الحق، غوث علی شاہ، جام صادق علی ان افراد نے جو سندھ کی آج کی جو صورتحال ہے وہ کسی نہ کسی طرح سے اس کو deteriorate کرنے میں ملوث ہیں جناب چیئرمین! ۱۹۸۳ء کی ایم آر ڈی کی تحریک کے بعد جنرل ضیاء الحق صاحب نے اس ملک میں ایک ایسی چیز کا سنگ بنیاد رکھا جس سے اس ملک میں آباد قومیتوں کے اندر ایک ٹکراؤ پیدا ہو گیا جس سے خاص کر کے صوبہ سندھ میں جو ۱۹۴۷ء کے بعد ایک بہت وسیع اور بہت بڑی تعداد میں ہندوستان سے migrate کر کے لوگ یہاں آئے اور میں آج اس floor of the House پر یہ بات admit کرتا ہوں کہ ہم نے وہ جھک ماری ہے۔ ہم نے شاید وہ انتہائی غلط فیصلہ کیا تھا کہ ہم نے اس وقت جو لوگ constitutionally یا کسی بھی طرح سے یہاں آبادی کے مستحق نہیں تھے، ان کو ہم نے کھلے بازوؤں سے قبول

کیا، میں اس چیز کو آگے جا کر prove کروں گا ہم نے کیا نہیں کیا اس آبادی کے ساتھ۔ ہم نے اپنے گھروں کے بٹوارے کر کے کسی بھی امتیاز کے بغیر ہم نے کہا کہ ہمارے مسلمان بھائی آئے ہیں، ہم نے اپنے گھروں کے اندر دیواریں ڈالیں ہم نے کھلے بازوں کے ساتھ ان کو قبول کیا اور جناب چیئرمین، یہ نوٹ کرنے والی بات ہے کہ ۱۹۴۷ء کی migration کے بعد سے آنے والے دوستوں نے یہاں پر نتیجے میں ۱۹۶۸ء میں ایک organisation form کی مہاجر، پنجابی، پٹھان محاذ، نواب مظفر صاحب کی قیادت میں، نتیجے میں کراچی یونیورسٹی بعد میں نام ہوا سندھ یونیورسٹی کو کراچی سے دھکیل کر سندھی میڈیئم کے ہزار کے قریب سکول بند کر کے ہمیں اس طرح سے دھکیل دیا گیا کہ جیسے ہمارا کوئی نام و نشان وہاں نہ ہو اس کو، اس situation جو جنرل ضیاء الحق صاحب نے اس طرح سے aggrative کیا کیوں کہ سندھ کی جو اس وقت situation تھی وہ جنرل ضیاء الحق کو suit نہیں کر رہی تھی۔ ۱۹۸۳ء کی جو MRD struggle تھی وہ اتنی واضح طور پر جنرل ضیاء الحق کے خلاف تھی کہ اس نے فیصلہ کیا کہ یہاں اب سندھ کی جو urban اور rural population ہے اس کو divide کیا جائے اور اس کا نتیجہ، اس کی جو بوئی ہوئی فصل تھی وہ آپ نے ۱۹۸۸ء کے election میں واضح طور پر witness کیا جب ایم کیو ایم جو clrealy جنرل ضیاء الحق اور غوث علی شاہ صاحب کی created تنظیم تھی اس کو create کیا گیا تھا اس نے ۱۹۸۸ء میں شہری آبادی سے انتخابات جیتے اور پیپلز پارٹی نے rural بلاک کی جتنی بھی seats تھیں ماسوائے چند seats کے seats جیت لیں۔ first time سندھ میں urban rural divide کا ایک تصور پیدا ہوا urban rural divide practically ہم نے دیکھا کہ urban politics اور rural politics بالکل دو رخ میں انہوں اپنے راستے لئے۔ اس کے بعد، میں یہ بات floor of the House پر کہنا چاہتا ہوں یہاں پر آج governmen موجود ہے کہ

ایم کیو ایم کو باقاعدہ بنایا گیا جنرل ضیاء الحق صاحب کی blesing کے ساتھ اس وقت کے Chief Minister نے، کیوں بنایا گیا جناب چیئرمین! کیوں کہ وہاں پر سندھی عوام کو یہ بات محسوس کرانی تھی کہ تم behave کرو ورنہ تمہاری سیاسی ثقافتی اور تاریخی جو حقوق ہیں وہ ہم ختم کر سکتے ہیں، کلاشنکوف کے ذریعے، گولی کے ذریعے، ہم وہ چیزیں ختم کر سکتے ہیں۔ اب آج کی جو situation ہے اس وقت ہمارے سامنے متضاد قسم کی چیزیں آئی ہی ایک طرف آئی جے آئی کی حکومت کے Minister Interior National Assembly میں بیان دیتے ہیں کہ سندھ حکومت کی write ختم ہو چکی ہے اس کو بحال کرنے کے لئے ہم نے یہاں سے فوج بھیجی ہے ۱۴۷ کے تحت۔ صدر مملکت کہتے ہیں کہ سندھ کو فوج کے حوالے نہیں کیا گیا۔ یہ بات بڑی واضح ہے کہ سندھ کو جس طرح سے رول کیا گیا ہے وفاق کی طرف سے نہ صرف سندھ بلکہ میں اس سے آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ کم از کم دو صوبے جناب صدر کے بالکل directly rule میں تھے صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان کیونکہ جناب چیئرمین! ۱۹۹۰ء کے results ذرا دیکھ لیں ۱۹۹۰ء میں ۲۷ نشستیں ایم کیو ایم جیتتی ہے اور ۲۶ نشستیں پیپلز پارٹی جیتتی ہے۔ ایک سیٹ مرحوم جناب صادق علی صاحب جیتتے ہیں۔ صدر صاحب اس بات کو یقینی بنانے کے لئے وہاں پر جو اکثریتی پارٹی جیت کر آئی ہے اس کو ختم کرانے کے لئے جام صادق علی کو اتنی سپورٹ کرتے ہیں کہ horse trading کے نتیجے میں ایک مصنوعی اکثریت سے جام صادق علی صاحب وہاں حکومت بناتے ہیں ۱۹۹۰ء کے انتخابات میں جو record rigging کی گی ایک آدمی جو اپنی سیٹ بمشکل جیت کر آیا اس کو وزیر اعلیٰ بننے کے لئے بالکل ہر قسم کی امداد کی گئی جناب صدر کی طرف سے اور اس کے ساتھ ساتھ اس وقت جناب صدر کے داماد عرفان اللہ مروت صاحب کو Advisor on Home Affairs لگایا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چوں کہ سندھ کے عوام کو پہلے ہی

یہ شکایت تھی کہ جس طرح سے مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ۔۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ وہ قصوروار تھے یا بے قصور تھے، میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح سے رات کے تین بجے، راتوں رات، اندھیری رات میں، اس کی لاش وہاں بھیجی گئی تھی سندھ کے عوام کو تحفے کے طور پر جس طرح سے یہاں سپریم کورٹ کے ججز کے اندر تضاد تھا decision میں، عوام میں خدشات پیدا ہوئے کہ بھٹو کو اس لئے پھانسی دی گئی ہے کہ وہ سندھی تھا اور جو پہلے سے خدشات موجود تھے جنرل ضیاء الحق صاحب نے جس طرح کی polity یہاں create کی تھی اس سے مزید alienation ہوتی چلی گئی urban centres کے اندر باقاعدہ terrorist اور fascist تنظیمیں بنائی گئیں electoral process سے لوگوں کا اعتماد اٹھوایا گیا۔ اس طرح کی حرکتیں کی گئیں کہ یہاں electoral process سے لوگوں کا اعتماد اٹھوایا گیا۔ اس طرح کی حرکتیں کی گئیں کہ یہاں electoral process اتنا متضاد بن چکا ہے کہ لوگوں کا confidence shather ہو چکا ہے electoral process سے ایک ایسے آدمی کو آج بھی Chief Election Commissioner کے عہدے کے اوپر لگایا گیا ہے جو بالکل controversial ہے۔ جس کے اوپر یہاں واضح allegation, accusations موجود ہیں میں نے جب یہ بات کی کہ ہم نے جو کماڑی اس لئے کہ مجھے یہ شکایت ہے اردو بولنے والے ہمارے دوستوں کے ساتھ کہ آج ۴۵ سال کے بعد جب وہ پاکستان کی politics سے isolate ہو کر اکھڑے ہوئے آج وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں غلطی کا احساس ہے۔ آج وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے قصور کیا ہے کہ ہم نے سندھ کے عوام کے ساتھ یکجہتی نہیں کی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب، آپ نے جب یہاں اس طرح کی organisations بنائیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے جس طرح سے یہاں پر ایسے terrorist, fascist تنظیموں کو سپورٹ دے آپ نے یہاں assemblies میں بھیجا، میں

کہتا ہوں کہ آپ اس میں اس طرح سے نہیں جا سکتے، بغیر الزام کے آپ اس طرح سے آگے نہیں بڑھ سکتے، کیوں کہ ہمیں بالکل واضح شکایات ہیں جناب چیئرمین، آپ کے توسط سے ۱۹۹۰ء میں جب پکا قلعہ اپریشن ہوا میں اس دن حیدر آباد شہر کے اندر موجود تھا اور اس وقت وزیر اعلیٰ آفتاب شعبان میرانی صاحب تھے جو کراچی میں تھے میں نے اس سے بات کی کہ جناب شہر میں یہ کیا ہو رہا ہے۔ شکایات آئی ہیں، شہر کی مختلف جگہوں سے ٹیلیفون آئے ہیں کہ سندھی آبادیوں کے اوپر حملہ کیا گیا ہے۔ صبح گیارہ، ساڑھے گیارہ بجے انہوں نے اپریشن شروع کیا اور پانچ بجے سندھ کی جو حیدر آباد شہر کے اندر شہری آبادیاں تھی وہ facts موجود ہیں اٹھائیس ہزار خاندانوں کے اوپر باقاعدہ حملے کئے گئے۔ ہاں گھروں کو لوٹا گیا۔ وہاں پر عورتوں کی عزتیں لوٹی گئیں۔ وہاں پر لوگوں کو مارا گیا۔ ۲۸ ہزار خاندان ایک ہی دن میں پانچ گھنٹے کے عمل میں وہ بے گھر ہو کر، باہر نکل کر، کوئی کہاں پڑا ہوا تھا، کوئی کہاں پڑا ہوا تھا۔ سندھ کا سندھی آدمی جو اس صوبے کا مالک تھا وہ پہلی مرتبہ مہاجر کیمپوں میں اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوا جب میں نے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ ہم پکا قلعہ اپریشن کر رہے ہیں میں نے کہا جناب یہ government operation کر رہی ہے سندھی operation نہیں کر رہے ہیں یہاں پر سندھی عوام کے اوپر directly attaçks کئے گئے ہیں انہوں نے کہا کہ جناب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جلد سے جلد اس کو wind up کر کے ہم نکل جائیں ۹ بجے رات کو اچانک خبر آئی کہ operation army کو رکوا دیا گیا میں نے جب کہا کہ جنرل اسلم بیگ صاحب آپ مورود الزام نہیں ٹھہر سکتے کیوں کہ آپ نے جو ایک operation carry out ہو رہا تھا اس کو رکوایا اس کے بعد یعنی یہ سانحہ ہے کہ اس وقت کے چیف منسٹر جو آج کے Prime Minister ہیں immediately ایک ہفتے کے اندر پانچ کروڑ روپے sanction کرتے ہیں Chief Minister Punajab sanction

affectees of Pakka Qila کر رہا ہے ۵ کروڑ روپے کہ affectees of Paka Qila کو ہم دے رہے ہیں چونکہ ان کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔ جناب سب سے پہلی بات تو یہ تھی کہ اس حکومت پاکستان نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ operation کرنا ہے اور تقریباً دس گھنٹے ۷، ۸ ہزار پولیس فرنٹیئر کور اور باقی ایجنسیوں کے ساتھ کون لوگ لڑتے رہے کہ آپ نے ان affectees کو، یعنی سیدھی بات یہ ہے کہ آپ نے دہشت گردوں کو ۵ کروڑ روپے بطور امداد دیئے کہ مزید ہتھیار لیں اس کے بعد ۱۹۸۸ء میں حکومت بنتی ہے ۱۹۸۸ء کی جو پیپلز پارٹی کی جو حکومت بنتی ہے اس نے بھی ۱۴ مہینے مصلحتاً انہی دہشت گرد لوگوں کے ساتھ coalition کی knowingly کہ یہ terrosist organigations ہے کا بہت پہلے سے ہمیں اس organisation علم تھا کہ یہ terrorist organisation ہے کیوں کہ وہاں پر حیدر آباد کے پکے قلعے کے اندر tortur cells میں سے سندھی لوگوں کی لاشیں آئی تھیں جس طرح سے کھالیں کھینچی گئی تھی جس طرح سے وہ کوٹری کے جو جیسر تھے ان کو جس طرح سے back میں holes کئے گئے تھے ڈرل کے ساتھ اس طرح سے ھیر آباد کے اکبر شاہ کی ٹانگوں میں holes کئے گئے تھے اور سول ہسپتال میں اس کی لاش پڑی ہوئی تھی اس طرح سے جس طرح سے سیدو کی جو عورتیں تھیں ان کی عزتیں لوٹی گئیں تھی ان torture cells میں ہم نے establish۔۔ کیا تھا کہ یہ ایم کیو ایم دہشت گرد تنظیم ہے اور انہوں نے وہاں پر اتحاد کیا۔ ۱۴ مہینے یہ اتحاد رہا، انہوں نے نہیں چھوڑا ایم کیو ایم نے خود چھوڑا۔ ۱۹۹۰ء میں اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت بنی کیا جناب صدر آپ کو علم نہیں تھا کہ ایم کیو ایم کے اتنے torture cells کراچی حیدر آباد میں موجود ہیں کیا جناب صدر آپ کو یہ علم نہیں تھا کیا جناب صدر، آپ کو علم نہیں تھا کہ آپ کا داماد فاشٹ rapist اور کن کن چیزوں میں ملوث ہے۔ کیا جناب صدر، آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ الطاف حسین کس طرح کی

activiteis میں ملوث ہے۔ کیا جناب وزیر اعظم صاحب آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ حیدر آباد کراچی کے اندر دہشت گردوں کا راج ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آج جو صورت حال یہاں ہے اس صورت حال میں جناب وزیر اعظم، جناب صدر، آپ بری الذمہ قرار نہیں دیئے جا سکتے ان ٹارچرز سیل میں جو لوگ مارے گئے ہیں جب murder کیسز داخل ہو رہے ہیں تو اس ہیڈ آف سٹیٹ اور اس چیف ایگزیکٹو جو یہاں پر وزیر اعظم ہے ان پر بھی قتل کے مقدمے دائر ہونے چاہیں کیونکہ آپ نے knowingly عوام کو یہاں بیوقوف بنایا اور یہ کہتے رہے کہ ایم کیو ایم محبّ وطن تنظیم ہے کیونکہ آپ یہاں پر پردہ پوشی کرتے رہے۔ آپ اپنی مصلحتوں کی وجہ سے، آپ اپنی حکومت چلانے کی وجہ سے یہاں پر عوام کے سامنے یہ باتیں کرتے رہے کہ جناب All is well in Sind اور جناب صدر جام صادق علی نے سندھ میں جس طرح کی حکومت چلائی ہے آپ اس میں بالکل directly ملوث ہیں کیونکہ آپ کو بار بار کہتے رہے۔ آپ نے اس وقت جب اس کو ہر جگہ پر پائپ لگے ہوئے تھے۔ exit اور entry پائپ کے ذریعے سے ہو رہی تھی آپ ٹیکنیکلی اس کو alive رکھنے کی کوشش کر رہے تھے سندھ کا جمہوریت پسند عوام آپ کے ساتھ ہے آپ زندہ رہیں۔ میں جو اس ہاؤس میں الزام لگاتا ہوں آپ کا داماد نہ صرف rapist نہ صرف سمگلر بلکہ وہ غلام محی الدین جو کہ ٹینڈو بہاول میں main accused تھا جس کی پولیس custody میں ڈیتھ ہوئی ہے وہ خیبر سے کراچی تک ہتھیار سپلائی کرنے کا اور ڈرگ سپلائی کرنے کا ایجنٹ تھا جناب صدر آپ کے داماد کے ساتھ جو روابطہ تھے جو آپ ان کو deny کریں گے میں proxe کر سکتا ہوں کہ جام شورو پولیس سٹیشن میں جب وہ قید میں تھا، وہ لاک اپ میں تھا تو آپ کے سن ان لاء کراچی سے چل کر جام شورو پولیس سٹیشن گئے اور اس کی فاتحہ جو کی ہے وہ آن ریکارڈ موجود ہے۔ آپ انہیں investigate کریں گے وہ جو غلام محی الدین تھا وہ ڈرگ سمگلر اور

ہتھیاروں کی سپلائی کرنے والا، ایمونیشن سپلائی کرنے والا بڑا سمگلر تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ آج سندھ کی جو موجودہ صورت حال ہے۔

جناب چیئرمین! آج اس کی اس وقت جو situation ہے ۲۶ مئی سے پہلے سندھ کے اندر پولیس کی یہ حالت تھی وہاں پر پولیس مکمل طور پر as an institution collapse کر چکی تھی۔ آئی جی اور ڈی آئی جی کے لیول سے لے کر ایس ایچ او کے لیول تک مکمل طور پر decoits کے ساتھ وہ harbering کر رہے تھے۔ shoulder promotions دیکر پولیس سے غلط کام کروائے گئے۔ سندھ کی حالت یہ تھی انٹریئر سندھ میں کوئی لاء نہیں تھا۔ کوئی قانون نہیں تھا۔ صبح ۶ بجے سے لے کر شام کے ۶ بجے تک لوگ بغیر روک ٹوک کے جو گھوم رہے تھے، کئی وارداتیں ہوتی تھیں، کئی کئی گاؤں decoits کے ساتھ attack میں آتے تھے اور وہاں پر جو situation تھی کوئی ایسی ایجنسی نہیں تھی جس پر لوگوں کو اعتماد ہو، جس کے پاس جا کر ایف آئی آر درج کرائیں۔ میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کیونکہ ہمارے وہاں ایک محمد علی شیخ جو لاڑکانہ سے اغواء ہوتا ہے اس کے ramson کے لئے جب ۵۰ لاکھ روپے لے کر گئے کچے کے ایریا میں تو اس کے بیٹے نے کہا کہ شام کے چھ بج رہے ہیں واپس جائیں گے تو پولیس ہمیں تنگ کرے گی اس نے کہا ادھر آؤ ہاتھ سے پکڑ کر ڈاکوؤں نے دکھایا کہ یہ ڈی ایس پی بیٹھا ہوا ہے حرام زادہ۔ تم کو کون پکڑے گا۔ شہروں کے اندر جو situation جس طرح آج آپ کے سامنے آئی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ یاد کریں جب نازی اسی طرح کی اپنی کارروائی کرتے تھے تو اس وقت کے intellectuals اور اخبارات نے ہٹلر کا ساتھ دیا اور یہ prove کرنے کی کوشش کی کہ نازی نہ fascist ہیں نہ terrorist organization ہے۔ ۶۰ لاکھ آدمی مروانے کے بعد آج جرمن کہہ رہے ہیں ہاں بالکل نازی ایک فاشٹ آرگنائزیشن تھی تو یہاں پر ہماری اخبارات اور ہمارے intellecuals

جو تھے الطاف حسین صاحب کو بالکل ٹاپ پر جنگ اخبار کی لیڈنگ پڑھ لیں کسی اور اخبار کی لیڈنگ پڑھ لیں اس کی ٹاپ پر خبر آئے گی باقی جو لوگ پریذیڈنٹ، پرائم منسٹر اور جو لوگ ہیں چیف منسٹر ہیں ان کی نیچے خبریں آئیں گی۔ آج جس طرح ٹارچر سیل (discovers) کئے گئے ہیں جناب! اس کو میں دو حصوں میں لیتا ہوں سندھ کے اندر decoat factor جنرل ضیاء الحق کم غوث علی شاہ کم اسلم بیگ کی جو کارروائیں تھیں اس سے introduce ہوا۔ اور پروان چڑھا۔ سندھ کے اندر شہروں میں terrosist, fascist آرگنائزیشن جس طرح سے بنائی گئیں۔ آج اگر اندرون سندھ جب یہ فیصلہ کیا گیا کہ فوج ہم بھیج رہے ہیں رورل پاپولیشن میں آپ کو دو قسم کے مؤقف ملیں گے۔ جناب چیئرمین! ایک مؤقف یہ ہے کہ فوج کے آنے کے بعد decocts activities کم ہوئی ہیں۔ دوسرا فیکٹر یہ تھا کہ سندھی عوام میں کچھ خدشات ہیں کچھ reservations ہیں وہ اس لئے کہ جنرل ضیاء الحق کے وقت میں جس طرح سے فوج کشی کی گئی، جس طرح سے پولیٹیکل rights مانگنے والوں کے اوپر فوج کشی کی گئی، لوگوں میں خدشات ہیں کہیں یہ پولیٹیکل ruppression تو نہیں کریں گے اور initially ٹنڈو بہاول incident یوسف جھکڑانی کا قتل ہونا اس کو مزید تقویت ملی لیکن جو uneven handedness تھی کراچی حیدر آباد میں جس طرح سے ٹارچرز سیل کو سکور کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین میں سمجھتا ہوں اور میں اس فلور پر یہ بات رکھنا چاہتا ہوں اگر یہ فوجی آپریشن اینٹی decocts اینٹی terorist آپریشن ہے اور انڈین ایجنٹ کے خلاف آپریشن ہے تو میں یہ بات حلفیہ کہنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! ہر ایک سندھی آدمی اس سندھی آپریشن کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہے کیونکہ میں آپ کہ بتاؤں کہ ہماری انٹریئر سندھ میں نیندیں حرام ہو چکی تھیں۔ کوئی قانون نہیں تھا۔ میں آپ کو دادو کے نزدیک ایک گاؤں ملاح کا واقعہ بتاؤں جو میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے جو ہمارے لوگ تھے۔ ۵۰

کے قریب ڈاکو رات کو تین بجے وہاں پر آتے ہیں اور پورے گاؤں کو بالکل hostage بنا کر اندر گھس کر ان کی عورتوں کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں پانچ گھنٹے تک۔ خدا کی قسم کھا کر آج میں آپ کو کہتا ہوں۔ مردوں کو ان کے سامنے باندھا ہوا تھا، وہ کہتے تھے کہ خدا کے لئے ہماری عزتیں تو بچائیں۔ جناب والا، پانچ سال کے بچے کو اغواء کیا گیا اس حد تک حالات خراب تھے۔ کوئی چیز ایسی نہیں جس کی سیکورٹی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ جو شریف آدمی ہے وہ کہاں جائے۔ حکومت کے اندر دہشت گرد موجود تھے۔۔۔ حکومت کے اندر دہشت گرد موجود تھے۔ وزیر اعلیٰ دہشت گرد تھے، وزیر اعظم دہشت گردوں کے بل بوتے پر حکومت چلا رہے تھے۔ لوگ اپنے complaint کر لے کر کہاں جائیں۔۔ آج کراچی کی صورت حال آپ کے سامنے ہے۔ جناب، کہیں تو انصاف ہو گا۔ اگر آپ اس دنیا میں انصاف نہیں کریں گے تو اگلی دنیا میں خدا تو انصاف کرے گا۔ آپ سندھ کی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے کہ وہ لوگ جو عزیز آباد، ناظم آباد، لائنز ایریا اور باقی ایریاز کے تھے کیا وہ ان دہشت گردوں کے خلاف کہیں فریاد کرنے جا سکتے تھے کیونکہ پولیس موبائل تو ہر وقت کھڑی ہوتی تھی۔

جناب چیئرمین: آپ کا وقت تقریباً ختم ہونے والا ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ مجھے میر نبی بخش ڈومکی صاحب نے وقت دیا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ ویسے ہماری روایت نہیں رہی ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: دس پندرہ منٹ دیں تو میں اپنی بات اس میں مکمل کر لوں گا۔

جناب چیئرمین: دس منٹ چلیں لے لیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب چیئرمین، میں کہتا ہوں کہ کس کے پاس شکایت لے کر جائیں۔ خود ہی ملزم، خود ہی مجرم۔ کون سے تھانے میں لوگ شکایت لے کر جائیں۔ ان تھانوں پر تو کنٹرول ہے۔ خدا کے لئے آپ آج اس confusion کو تو دور کریں۔ کہ آپ کیا ہیں، بتائیں تو تو سہی کہ ایم کیو ایم آپ کے ساتھ ہے بھی یا نہیں۔ یہ تو خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے کوئی فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم گورنمنٹ چھوڑ رہے ہیں اور ہم اسمبلیوں کو چھوڑ رہے ہیں۔ لیکن آپ تو ابھی confusion میں حکومت چلا رہے ہیں اور وزیر اعظم صاحب مختلف ممالک کا سفر کرتے پھر رہے ہیں۔ ایک جہاز سے اتر رہے ہیں اور دوسرے پر چڑھ رہے ہیں۔ اور ملک یہاں پر ایک stake پر ہے، یہاں پر ملک کی حالت یہ ہے کہ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ہم کس حکومت کے نیچے ہیں کیونکہ اگر یہ اسلامی جمہوری اتحاد کی بات کرتے ہیں تو جماعت اسلامی ادھر بیٹھی ہوئی ہے۔ این پی پی اس میں نہیں ہے۔ پھر وہاں پر یہ confusion create کیا گیا ہے۔۔۔۔ یہ اس طرف جو ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ آج صدر اور وزیر اعظم، دونوں خاموش ہیں اور ان سے بارہ کروڑ عوام یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ صدر صاحب ایک مہینہ پہلے تو آپ یہ کہہ رہے تھے کہ all is well وزیر اعظم صاحب، ایک مہینہ پہلے یہ کہہ رہے تھے کہ "الطاف بھائی" اور آج یہ terrorist ہو گئے اور اب ان کو کیا کہیں گے کہ terrorist الطاف بھائی۔۔۔ آپ ایم کیو ایم کو آج کیا term کرنا چاہتے ہیں کہ یہ آئی جے آئی کی ایک ally ہے co-religion partner ہے یا یہ terrorist organisation ہے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ آپ کی ally ہے تو فوج تو کہتی ہے کہ وہ terrorist تھے اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے یہ partner ہیں تو جو کراچی میں ٹارچر سیل برآمد ہوئے ہیں تو پھر آپ آئی جے آئی، اسلامی جمہوری اتحاد، ایک دہشت گرد آرگنائزیشن ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ

آپ کی ally ہے تو پھر آپ بھی دہشت گرد ہیں تو پھر میں ڈیمانڈ کرتا ہوں کہ یہاں پر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو dissolve کیا جائے کیونکہ اگر حکومت یہ claim کرتی ہے کہ ایم کیو ایم ہماری ally ہے تو پھر ایم کیو ایم کی جو ally ہے، وہ دہشت گرد ہے اور ان کے اوپر کھلی عدالتوں میں مقدمہ چلایا جائے۔ یا پھر گورنمنٹ اپنا موقف ظاہر کرے کہ ہم نے ایم کیو ایم کو نکال دیا ہے اور اس کو declare کریں کہ وہ terrorist تھے یا محبّ وطن تھے، ان دونوں میں سے ایک تو ہو سکتے ہیں۔ پھر جناب والا، میں واضع طور پر آن دی فلور آف دی ہاؤس کہنا چاہتا ہیں کہ ایم کیو ایم حقیقی، یا ایم کیو ایم نقلی، یا ایم کیو ایم اصول پرست یا ایم کیو ایم نقلی پرست، یہ سب کے سب کٹر (cutter) ہیں۔ black tiger کے بارے میں کیا ہمیں یاد نہیں ہے کہ پہلی اکتوبر کو جب کراچی میں ایک دن میں ۷۶ sindhis were killed murdered کیا اس وقت کا یہ واقعہ یاد نہیں جب الطاف حسین صاحب کی رہائش گاہ سے وہ لوگ سکوٹر نکلے تھے، اس وقت بلیک ٹائیگرز کو یہ عامر خان اور بدر اقبال صاحب لیڈ نہیں کر رہے تھے۔

جناب والا، یہ جو situation ہے اس میں سوچ سمجھ کر آگے بڑھنا پڑے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج نہ صرف terrorists اور decoits facter بلکہ کرپشن جو تیسرا فیکٹر ہے اس کو بھی سامنے لانا چاہئے۔ جس نے سندھ کے اندر تباہی کی ہے۔ ایک آدمی کو آپ نے ۷۰ ہزار ایکڑ زمین دے دی، کسی نے پوچھا ہے کہ اس کے اوپر لوکل ہاریوں کے کتنے حقوق تھے؟ کیا آج یہ established fact نہیں ہے کہ وہاں پر چالیس کے قریب ہر روز کراچی ایسٹ اور باقی اضلاع سے پلاٹ کی الاٹمنٹ ہو رہی ہے یہ کس کے لئے الاٹمنٹ نکل رہی ہیں۔ کیا یہ fact نہیں ہے کہ ایک خاندان کے لوگوں پر مشتمل آدھی سندھ گورنمنٹ موجود ہے۔ اور اس میں دو ڈیپارٹمنٹ۔۔ اری گیشن اور کمیونیکیشن اور ورکس۔۔۔ جناب

اری گیشن اور کمیونیشکیشن اور ورکس کی میں جناب چیئرمین / حیثیت بتاتا ہوں کہ اس کے وی آئی پی کنٹریکٹر ہیں۔ یہ investigate کریں اور میں واضح طور پر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا کی قسم، میں یہ ثابت نہ کر سکوں تو میں سینٹ کی سیٹ سے استعفےٰ دے کر چلا جاؤں گا۔ یہ بالکل آپ نوٹ کر لیں وی آئی پی کنٹریکٹر وہاں پر جو مالک ہیں۔۔ یار محمد گھمرو۔۔ پیر صاحب کو زیادہ پتہ ہو گا کہ وہ کیا ہیں لیکن مجھے اتنا علم ہے کہ سندھ کے اندر اری گیشن اور ورکس ڈیپارٹمنٹ میں کوئی ٹینڈر نہیں ہوتا ہے جناب چیئرمین۔ میں یہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی ٹینڈر نہیں ہوتا ہے سارے کام اس وی آئی پی کنٹریکٹر کو دیئے جاتے ہیں اور وہ کوئی کام نہیں کرتا ہے۔ چلیں میں آپ کو بتاؤں۔ [illegible] کمیٹی بنائیں اور ادھر چل کر دیکھیں کہ کیا صورت حال ہے، وہ کوئی کام نہیں کرتا ہے۔ خدا کے لئے بھائی، پیٹ تو آپ کا بھر گیا۔ اب آپ نے اتنے کروڑوں اور اربوں روپے بنا لئے ہیں کہ آپ کی سات / آٹھ generations جو ہیں وہ گھر بیٹھ کر کھا سکتی ہیں۔ اس لئے اب تو ہماری جان چھوڑو اس کو ہر قسم کا کنٹریکٹ بغیر کسی ٹینڈر کے دیا جاتا ہے۔ آپ investigate کریں کہ سندھ گورنمنٹ کے اندر۔۔۔ اور میں یہ آج پھر repeat کر رہا ہوں اور اس دن آپ کو یاد ہو گا جب یہاں پر 12th amendment پاس ہو رہی تھی، میں نے کہا تھا کہ ایم کیو ایم terrorits and fascistr organisation ہے۔ وزیر اعظم کی موجودگی میں یہاں سے کچھ وزیر اٹھے اور انہوں نے کہا کہ ہم بھی بولنا چاہتے ہیں اور اشتیاق اظہر صاحب کو یہ موقع دیا گیا کہ آپ جواب دیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کیا آج بھی یہ بات establish نہیں ہے کہ آپ contradict کریں گے اس آرمی کے version کو کہ چھ صوبائی وزیر دہشت گرد ہیں۔ پھر یہ کون سی حکومت ہے۔ خدا کے لئے آپ کوئی بات طے تو کریں۔ پرسوں تک جو آدمی کہہ رہا تھا کہ میں نے استعفےٰ دے دیا ہے اور آپ کل اسے تاشقند لے گئے ہیں۔ فوج کی

briefing آتی ہے کہ ایم کیو ایم کے ہم نے torchar cells پکڑے ہیں اور وزیر اعظم صاحب ان کو ساتھ لے کر تاشقند چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ، "جناب صدر"، میں آپ کو ان حالات میں ملوث سمجھتا ہوں کیونکہ آپ کے وہاں son in law ہوم ڈیپارٹمنٹ کے انچارج تھے۔

سیّد عباس شاہ: سوال۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کے انچارج نے whatever the law and order situation today is, he is fully responsible for that اور آپ اس طرح سے ایک rapist اور ایک terrorist آدمی کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر باہر بھجوا سکتے ہیں تو میں ڈیمانڈ کرتا ہوں کہ اس فلر سے آپ کے توسط سے کہ جناب، جو جو لوگ terrorist activities میں ملوث ہیں، جو جو لوگ کرپشن میں ملوث ہیں، اگر وہ لنڈن میں ہیں یا امریکہ میں ہیں ان کو وہاں سے واپس لایا جائے قانونی طریقے سے ان گورنمنٹ کو لکھا جائے کہ اگر یہاں پر شک کی بنیاد پر ایک وزیر اعظم کو پھانسی ہو سکتی ہے تو ہمارے پاس ایسے کمیٹیز موجود ہیں جہاں پر یہ جو terrorist لوگ تھے، وہ murders میں involve ہیں اور یہاں آکر یہ face کریں اگر یہ بے گناہ ہیں تو عدالتیں موجود ہیں۔ ۱۴۷ میں ہائی کورٹ کی رٹ نہیں گئی ہے۔ ۱۴۷ میں سپریم کورٹ کی رٹ نہیں گئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کو دس منٹ دیئے گئے وہ بھی ختم ہو گئے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب میں ایک دو پوائنٹ پر بات کرنے کے بعد ختم کئے دیتا ہوں۔ جناب، میں یہ کہنا چاہتا ہوں once for all اس ملک میں صحیح معنوں میں احتساب ہونا چاہئے۔ صدر صاحب۔ آپ والا احتساب نہیں چلے گا۔ آپ controvericial بن چکے ہیں۔ آپ اگر ایک پارٹی کے خلاف reference move کرتے

ہیں تو پھر آپ کو باقی لوگوں کے خلاف بھی refereces move کرنے چاہیں کیا جناب وزیراعظم corrupt نہیں ہیں۔ کیا موٹر وے سیکنڈل ہمارے سامنے نہیں ہے۔ کیا کوآپریٹو سیکنڈلز ہمارے سامنے نہیں ہے۔ میں ڈیمانڈ کرتا ہوں کہ فوری طور پر اس وقت کی کنفیوژن کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو ختم کر کے، قومی حکومت بنا کر یہاں پر ایک صحیح معنوں میں احتساب کا عمل کیا جائے۔ اور جو لوگ corrupt ہیں they should be brought before the law اور قانون کے مطابق جو سزائیں ہیں ان کو دیں۔ اور جتنی FIR's درج ہیں اور ہمیں پتہ ہے اور میں اس بات پہ بالکل کھلی طرح سے کہ جس طرح سے ٹنڈو بہاول کا سانحہ کے اوپر سزا دی گئی تھی آفیسرز کو جس طرح سے یوسف چاکرانی یا جو بھی involve ہیں، سزا دی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہر ایک محبّ وطن سندھی، جو اس ملک کو دیکھنا چاہتا ہے کہ یہ پھلے پھولے، اور دیکھنا چاہتا ہے کہ پاکستان آگے بڑھے احسن طریقے سے اپنا رول پلے کرے آپ کے ساتھ ہے اگر آپ corrupt، ڈاکو اور تخریب کار لوگوں کے خلاف operation carry out کریں گے تو ہم ہر ایک سندھی بالکل آپ کے ساتھ ہے اور آپ کے ساتھ مل کر چلنے کے لئے تیار ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ جی۔ جی جناب بہرہ ور سعید صاحب۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: پوائنٹ آف آرڈر جناب جتوئی صاحب کی تقریر کے بعض حصوں کی تائید کرتا ہوں خاص کر اس کی جو تخریب کار باہر ممالک میں ہیں۔

جناب چیئرمین: تو آپ کی تائید کی اس وقت کیوں ضرورت پیش آرہی ہے؟

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں عرض کر رہا ہوں مجھے آگے جانے دیجیئے اس میں وہ صرف نہیں ہیں اس میں مرتضٰی بھٹو نے بی بی سی پر تقریر کی تھی اور اس نے تسلیم کیا تھا

کہ اس نے فلاں فلاں جرائم کئے تھے یہ تو ثابت ہو گا۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جی جناب مظہر علی صاحب۔

سیّد مظہر علی: جناب چیئرمین! سندھ کی صورتحال نہایت سنگین ہے۔ یہ ملک کی بقاء کا مسئلہ ہے اس کا حل صرف ہنگامی بنیادوں پر جنگی حکمت عملی سے کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں فوج ہماری آخری امید ہے لیکن تن تنہا وہ جنگ فوج بھی نہیں جیت سکتی۔ سندھ کے عوام بلکہ پوری قوم کو اس جنگ میں فوج کی مدد کرنا ہو گی۔ یہ جنگ صرف سندھ کی نہیں بلکہ پورے پاکستان کی جنگ ہے۔ فوجی آپریشن سے قانون کی حکمرانی اور بالادستی تو قائم ہو جائے گی۔ اس سے ہمیں مسائل کے حل کے لئے کچھ وقت تو مل جائے گا لیکن سندھ کے مسائل کا مکمل اور دیرپا حل سیاستدانوں کو سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل کو حل کرنے سے ہو گا۔

جناب عالی! مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے ان کو جاننا بے حد ضروری ہے علاج تجویز کرنے سے پہلے بیماری کی شدت اور اس کی extent معلوم کرنا نہایت ضروری ہے۔ مسائل اور ان کی وجوہات کے بارے میں صحیح علم ہو جائے تو یہ ان کے حل کرنے کے لئے پہلا قدم ہوتا ہے۔ اسی لئے جناب عالی! میں سب سے پہلے سندھ کے حالات کا تفصیلی جائزہ پیش کروں گا اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ اندرون سندھ کا حال میرے ساتھی اعجاز جتوئی صاحب نے بہت اچھے انداز میں پیش کر دیا ہے۔ جناب عالی! سندھ میں قانون کی حکمرانی اور بالادستی بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اغواء اور ڈکیتی روزمرہ کا معمول ہیں ایک جاپانی سیاح اور چینی انجینئروں کے اغواء نے ملک کا نام اتنا بدنام کر دیا ہے کہ اب کوئی انجینئر اندرون سندھ

جانے کو تیار نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ترقیاتی منصوبے بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ اور سندھ بجائے ترقیاتی کے تنزلی کی راہ پہ گامزن ہے جناب شاہراہوں پہ اغواء ارلوٹ مار کی وجہ سے سفر نہیں ہو سکتا۔ ٹرینوں پہ راکٹوں سے حملے ہوتے ہیں۔ تو بتایئے کہ ایک عام شہری کیا کرے؟ انتظامیہ یا تو خود ملوث ہے یا بے بس ہے۔ چونکہ کوئی روک ٹوک نہیں ہوئی اس لئے ڈاکوؤں کے ساتھ ہزاروں پتھاریدار شامل ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے مسئلے کا حل زیادہ مشکل ہو گیا ہے جناب عالی! دیہی علاقوں کی طرح شہروں میں بھی غنڈہ گردی کم نہیں ہے غنڈوں کی ٹولیاں فیکٹریوں اور دکانداروں سے باقاعدہ بھتہ وصول کرتی ہیں۔ مختلف ادوار میں انتظامیہ اور پولیس میں اپنی پسند کے اپنی پارٹی کے بعض جرائم پیشہ اور بیشتر unqualifiedلوگوں کو بھرتی کرادیا ہے جس کی وجہ سے آج سندھ پولیس کا سٹینڈرڈ گر گیا ہے۔ وہ بالکل مفلوج ہے اور جرائم پیشہ افراد سے نمٹنے کے قابل نہیں رہی۔ سندھ پولیس understaffed ہے۔ untrained ہے underqualified ہے underpaid ہے اور demoralized ہے۔ جناب عالی یہی صورتحال ہماری عدالتوں کی سندھ میں ہے بیشتر عدالتیں انصاف دینے کے بجائے انصاف روکنے کا ذریعہ بنی ہیں۔ جناب حکومت اور انتظامیہ کے مفلوج ہو جانے کی وجہ سے سندھ جہاں پر ملک کی بڑی بڑی industries اور کمپنیاں ہیں ان کی لیبر یونینز کو کھلی چھٹی مل گئی ہے یونینز کے عہدیدار اپنی من مانی کرتے ہیں۔ اور کسی افسر کو ان کے خلاف ایکشن لینے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اگر کسی افسر نے کبھی ہمت کی تو اس کی بے عزتی اور پٹائی ہو گئی میں آپ کے سامنے ایک واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں جس کو سن کر ہم سب کا سر شرم سے جھک جائے گا۔ U.B.L. کے صدر کے سامنے ایک M.N.A. کی موجودگی میں یونین کے ایک ممبر نے برہنہ رقص کیا اور اس کے دفتر میں پیشاب کیا۔ K.D.A. میں یونین کے عہدیداروں نے ڈائریکٹر جنرل کی کنپٹی پہ پستول

رکھ کر تنخواہوں اور مراعات میں 5 کروڑ کا اضافہ کروایا۔ کام کئے بغیر دھونس دھاندلی سے تنخواہ اور اور ٹائم اور میڈیکل اخراجات بڑھوا کے آج ہمارے مختلف ادارے جن میں کراچی ترقیاتی ادارہ، K.M.C.، واٹر بورڈ، K.E.S.C. کراچی پورٹ ٹرسٹ اور پاک سٹیل جیسے ادارے تقریب دیوالیہ ہو چکے ہیں چونکہ انتظامیہ مفلوج ہے کسی یونین لیڈر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب عالی! اب میں اخبارات کی طرف آتا ہوں اخبارات اور رسائل کا رول عوام کی حالات واقعات سے آگاہی دینا ہوتا ہے۔ سندھ میں اخبارات کے دفاتر پر حملہ کرا کے صحافیوں کو دھونس دھمکی اور مار پیٹ کے ذریعے بعض رسائل کے دفاتر جلا کر ایک جماعت نے پریس کو یرغمال بنا لیا تھا تاکہ وہ اپنی من مانی کر سکیں اور عوام لاعلم رہیں۔ یہ سب کچھ حکومت کے علم میں تھا حکومت سندھ کے علم میں تھا لیکن اس سلسلے میں ذرا سی بھی کارروائی نہیں کی گئی۔ اس ضمن میں بیشتر اخبارات کا رویہ افسوسناک رہا، ظلم زیادتی کسی نے کی اور مالکان نے جا کر خود اس ظلم و زیادتی کے باوجود معافی مانگی۔ لیکن جناب عالی! اس تاریک دور میں چند صحافیوں نے حق و صداقت کا علم بلند رکھا ان میں مدیر "تکبیر" صلاح الدین سر فہرست ہیں۔ لاقانونیت کی حد یہ تھی کہ مدیر "تکبیر" کے بیوی بچوں کو گھر میں آگ لگا کر زندہ جلانے کی کوشش کی گئی۔ اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ ان کی دادرسی تو کجا ان کے خلاف مقدمہ قائم کیا گیا۔ ایک جماعت نے "تکبیر" کو پورے سندھ میں نہیں چھپنے دیا۔ حتیٰ کہ گورنر سندھ جناب محمود ہارون صاحب نے اپنے "ڈان" اخبار میں کوشش کی تو وہاں بھی چھپنے نہیں دیا گیا۔ جس وجہ سے "تکبیر" لاہور میں چھپنا شروع ہوا تو یہ ہے جناب حکومت سندھ کا حال۔

جناب چیئرمین! اخبارات و رسائل کی دھونس و دھاندلی سے زبان بندی کے بعد

صرف اخبارات ورسائل میں وہ چھپتا رہا جو ایک جماعت چاہتی تھی۔ خبریں بلکہ ادارئے بھی FAX کئے جاتے تھے جو جوں کے توں چھپتے تھے یہ سب کچھ صوبائی حکومت کی سرپرستی میں ہوا۔ اس سے ہر قسم کی مجرمانہ سرگرمیوں کی راہ ہموار ہو گئی اور ٹارچر سیل اس کا ایک حصہ ہیں جناب عالی! ٹارچر سیل کی جو تفاصیل آپ ہیں اس سے ہر پاکستانی کا سر ندامت سے جھک جانا چاہئے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جب بی بی سی ایم کیو ایم کے قائد سے ٹارچرز سیل کے سلسلے میں استفسار کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ٹارچرز سیل نہیں ہیں (health clubs) ہیں جہاں تو جوانوں کی صحت اور نظریات اور ڈسپلن کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ جناب، آج اخبارات میں ٹارچر سیلوں کا اس طرح چرچا ہے جیسے یہ کل قائم ہوئے ہیں۔ جناب، یہ ٹارچر سیل پورے ۵ سال سے قائم ہیں ہر حکومت کو اور ہر ادارے کو ان کا علم تھا۔ سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے یہ کسی کو نظر نہیں آتے تھے۔ جناب، میں یہ پوچھتا ہوں کہ کہ کیا ٹارچر کے ذریعے مارے جانے والوں کی چیخیں غمزدہ ماؤں اور بہنوں کی سسکیاں اور بیواؤں اور یتیموں کی آہیں ارباب اقتدار کا پیچھا نہیں کریں گی۔ جناب، میری دانست میں ٹارچر سیل بنانے اور ٹارچر کرنے سے زیادہ بڑا جرم علم ہونے کے باوجود مصلحتوں کی وجہ سے کارروائی نہ کرنا ہے۔ بہر حال یہ ہماری حکومت کا کارنامہ ہے کہ اس نے بالآخر ٹارچر سیلوں کے خلاف ایکشن لیا۔ اگر حکومت ٹارچر سیلوں میں ملوث لوگوں کو چاہیے وہ کوئی بھی ہوں، قرار واقعی سزا دے گی تو شائد کچھ کفارہ ادا ہو جائے گا۔ جناب چیئرمین اب تک جو اخبارات میں آیا ہے وہ صرف tip of the eye brows ہے۔ ابھی کرپشن، رشوت ستانی، ملک دشمنی، بیگناہوں کے قتل، فسادات، ٹارچر اور بلیک میلنگ اور اس کے علاوہ ایک پوری نسل کو تباہ کرنے کی کہانیاں آتی ہیں۔ یہ داستانیں اب تک باہر آ جاتیں لیکن صرف اس خوف اور صرف اس ڈر سے کہ کہیں سیاسی مصلحتیں دوباہ آڑے نہ آ جائیں۔ جناب، میں اس موقع کو

غنیمت جان کے ریکارڈ درست کرنے کے لئے یہ عرض کرنا ضرور سمجھوں گا کہ ایم کیو ایم کی حمایت سندھ کے اردو سپیکنگ لوگوں نے مخصوص حالات کی وجہ سے کی۔ ان میں سے کوئی بھی اس ظلم و ستم اور بربریت کی حمایت نہیں کرتا بلکہ مذمت کرتا ہے۔ یہ سب صرف ایک مخصوص ٹولے کے کرتوت ہیں۔ ایم کیو ایم میں جناب، جو لوگ ان حرکات کو برا سمجھتے ہیں ان کو ان کی مذمت کرنا چاہئے۔ جو جرائم میں ملوث ہیں ان کو سزا ملنی چاہئے۔ جو ممبران اسمبلی ان جرائم میں شامل ہیں ان کو ایم کیو ایم سے لاتعلق ہو کر اسمبلی سے مستعفی ہو کر پھر الیکشن لڑنا چاہئے۔ اس امر سے گزرے بغیر اگر حکومت نے کچھ ممبران کو اپنے ساتھ لیا تو جناب چیئرمین یہ بربیت اور دہشت گردی شہیدوں کے خون سے ایک مذاق ہو گا۔ جناب عالی! جام صادق علی، اللہ ان کو مغفرت کرے، کا دورہ حکومت ایک نہایت بدترین اور سیاہ دور تھا۔ قانون کے محافظ اس دور میں خود لاقانونیت کے مرتکب تھے۔ اس کام میں جناب عرفان اللہ مروت صاحب جام صادق صاحب سے آگے آگے تھے۔ رسائل ان کے سیاہ کارناموں سے بھرے ہوئے ہیں۔ مروت صاحب پر سی آئی اے سنٹر کے جرائم، غیر قانونی اپوائنٹمنٹ اور پروموشنز، ظلم اور زیادتی اور رشوت خوری کے بے شمار الزامات ہیں۔ ان کو چاہئے کہ وہ اس کا مقابلہ کریں اور اس کی تفتیش ہونی چاہئے۔ جناب عالی! جام صادق علی صاحب کے دور حکومت میں کراچی کے شہریوں کا مستقبل بالکل تاریک کر دیا گیا کیونکہ ہمارے پارکس جس میں ہمارے بچوں کو کھیلنا ہے، پلے گراؤنڈز، ایم این اے کے پلاٹس جہاں پر کہ لائبریریز اور میوزیم بننے ہیں ان سب کو ناجائز طور پر، کوڑیوں کے مول، ملٹی سٹوریز بلڈنگز بنانے کے لئے بلڈرز کو دے دیا گیا ہے۔ یہ لوٹ کھسوٹ صرف کراچی میں ہی نہیں تھی بلکہ پورے سندھ میں اپنے حواریوں کو لاکھوں ایکڑ زمین تقریباً مفت الاٹ کی گئی۔ جام صادق نے رشوت ستانی لوٹ کھسوٹ اور اقربا پروری کے سب ریکارڈ توڑ دیئے۔

جناب مظفر حسین شاہ صاحب تو بذات خود شریف آدمی ہیں۔ لیکن اپنی حکومت کو چلانے کے لئے انہوں نے جام صادق کے پورے وطیرے اختیار کئے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین! سندھ کے حالات کا تفصیلی جائزہ اس لئے ضروری تھا کہ دیکھا جائے کہ حالات کس کس شعبے میں اور کتنے خراب ہیں تاکہ اس بات کا تعین کیا جاسکے کہ فوج کیا کر سکتی ہے اور کیا نہیں کر سکتی اور بقیہ کام کس کو کرنا ہے۔ جناب، حکومت سندھ، انتظامیہ اور پولیس کے فیل ہو جانے کے بعد جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا فوج ہماری آخری امید ہے۔ یہ حکومت کا کارنامہ ہے کہ اس نے نہ صرف فوج کو بلایا بلکہ انصاف کا دامن پکڑنے کا فیصلہ کیا کہ ہر چور ڈاکو دہشت گرد کو سزا دی جائے گی چاہے وہ حکومتی صفوں میں سے کیوں نہ ہوں۔ چونکہ حکومت نے انصاف کا دامن پکڑا ہے شاید اسی لئے آپریشن سندھ کامیابی سے چل رہا ہے۔ جناب عالی! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ ایم کیو ایم کے علاوہ ہر پاکستانی نے فوجی ایکشن کی تائید کی ہے۔ اس سلسلے میں میں پاکستان پیپلز پارٹی کے رویئے کی خصوصاً تعریف کروں گا۔ ایک قومی جماعت سے یہی امید کی جاسکتی ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں آپ کی اجازت سے اپریشن سندھ کی اب تک کی پیش رفت کا جائزہ لے کے اس کی کامیابی کے لئے کچھ تجاویز آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ جناب، تمام تر منصوبہ بندی کے باوجود ہر منصوبے میں کچھ نہ کچھ مسائل آتے ہیں۔ شروع میں کچھ افراد کی حرکات کی وجہ سے فوج کو دقتیں پیش آئیں۔ لیکن اچھی بات یہ ہے کہ فوج نے اپنی غلطی تسلیم کر کے فوراً ان کا مداوا کیا جس سے لوگوں کا اعتماد بحال ہوا اور دیہی اور شہری علاقوں میں اپریشن کو خوش آمدید کہا گیا۔ شہریوں نے بہت دن کے بعد اطمینان کا سانس لیا اور جرائم میں واضع کمی ہوئی۔ لیکن جناب عالی! معاشرے میں جرائم اتنی گہری جڑیں پکڑ چکے ہیں کہ ان کو ختم کرنے کے لئے فوج کو شہریوں کے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ یہ تعاون

فوج کو عدل و انصاف سے اور لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے سے ملے گا۔ جناب عالی! فوج کو چاہئے کہ اگر کچھ ان کے افراد زیادتی کریں تو ایک طریق کار واضع کیا جائے کہ جس کے ذریعے شہری افسران بالا سے رجوع کر سکیں۔ اس عمل سے احتساب ہو گا اور کسی بھی زیادتی کا سدباب ہو سکے گا۔ مزید بر آں، ضروری ہے کہ فوج اپنا دائرہ کار محدود کرے۔ چونکہ اگر لامحدود دائرہ کر ہوا تو کچھ نہیں ہو سکے گا۔ اور اس دائرہ کار میں جو کام ہیں ان کو پورا کرنیکے لئے ایک مدت کا تعین کیا جائے جس کو اگر ضروری سمجھیں تو مزید بڑھایا جا سکے۔ اگر یہ نہ کیا تو مجھے ڈر ہے کہ فوج ایک دلدل میں پھنس جائیں گے اور جو اس کا کام ہے اس سے اس کی توجہ ہٹ جائے گی۔ جناب، فوج کے دائرہ کار کے تعین کے بعد اپریشن سندھ کو کامیاب بنانے کے لئے جو کچھ بھی درکار ہے ہمیں فوج کو دینا چاہئے۔ سرجیکل اپریشن کے بعد بقیہ کام سویلینز کو کرنا پڑے گا۔ جناب، اس اپریشن کو ہر صورت میں کامیاب ہونا چاہئے۔ اس کی ناکامی خدانخواستہ ملک کے لئے مہلک ثابت ہو گی۔ جناب، فوجی کام میں کسی کو مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ اس سلسلے میں سینٹر اشتیاق اظہر صاحب کا سینٹ کے فلور پہ بیان نہایت تعجب خیز ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ پریذیڈنٹ صاحب نے ایم کیو ایم کے دفاتر کو واپس کرنے کے احکامات صادر کئے ہیں مجھے یقین ہے کہ اس میں کوئی غلط فہمی ہو گی۔ کیونکہ یہ احکامات غیر دستوری مداخلت ہے اور صدر صاحب دستور سے بخوبی واقف ہیں۔ اشتیاق اظہر صاحب کے نام کے ساتھ ایک چیز میرے علم میں آئی ہے جس پر بڑا افسوس ہوا ہے کہ ان کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی حرکتوں سے فوجی اپریشن میں نقصان ہوں گے کیوں کہ اشتیاق اظہر صاحب تحریک پاکستان کے مجاہد ہیں اور اسقم کے جھوٹے الزامات لگانا نہایت غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں میں اس کی مذمت کروں گا۔

جناب چیئرمین! سندھ کے ان گنت مسائل کی نشاندھی سے یہ بات واضح ہے کہ اپریشن سندھ سے تمام مسائل حل نہیں ہوں گے۔ بیشتر مسائل سیاسی، معاشی اور سماجی ہیں جس کے لئے حکومت اور سیاسی پارٹیوں کو اقدامات کرنے پڑیں گے۔ اس سلسلے میں سب سے ضروری امر یہ ہے کہ غور کیا جائے کہ یہ حالات اتنے خراب کیوں اور کیسے ہوئے ہیں۔ اور اس کے بعد ایسے اقدامات کئے جائیں اور ایسے ادارے تشکیل دیئے جائیں کہ دوبارہ یہ حالات کبھی اس نہج پہ نہ پہنچیں۔ حکومت کو سندھ کا تجربہ رکھنے والے دیانت دار اور تجربے کار افراد کی کمیٹیاں بنانی چاہیں جو شارٹ ٹرم اور لانگ ٹرم منصوبوں کے ذریعے انتظامیہ، عدلیہ اور پولیس کو سندھ کے مسائل سے نبرد آزما ہونے کے قابل بنائیں۔ فوجی دہشت گردوں کو پکڑ سکتے ہیں، سزا دے سکتے ہیں۔ مگر پولیس کی، انتظامیہ کی اور عدلیہ کی جو بہتری ہے وہ فوج کے بس کا کام نہیں ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ سندھ کے تعلیمی اداروں، انڈسٹری، زراعت، شاہراؤں اور نہروں کو بہتر بنانے کے لئے بھی مشورہ دیئے جائیں۔ اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ بیروزگاری کے مسئلے پر قابو پانے کے لئے شارٹ اور لانگ ٹرمز بلانز بنائے جائیں۔ جناب عالی! فوجی اپریشن اور منصوبہ بندی کے ساتھ، سیاسی محاذ پر کام کرنا بھی اشد ضروری ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلی چیز تو یہ ہونی چاہئے کہ سندھ کے دیہی اور شہری لیڈر آپس میں گفتگو اور ڈائیلاگ کا آغاز کریں۔ جس سے صوبے میں مفاہمت کی فضا پیدا ہو اور دونوں بھائی مل کر ایک دوسرے کا خیال کر کے صوبے کو پھر سے ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔ اس کے علاوہ جناب عالی! سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ملک کی دو بڑی پارٹیاں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی ہیں ان کو آپس میں گفت و شنید شروع کرنی چاہئے۔ اور قومی امور پر صلاح مشورے کا عمل جاری کرنا چاہئے۔ اس سلسلے میں پرائم منسٹر صاحب پہل کر چکے ہیں۔ اور اب محترمہ بے نظیر صاحبہ کو چاہئے کہ وہ ملکی مفاد میں بغیر

شرائط کے گفتگو شروع کریں۔ یہ ملک اور جمہوریت کی بقا کے لئے بہتر ہو گا۔ جناب، اہم قومی امور میں حزب اختلاف کو اعتماد میں لے کر فیصلے کرنے سے ملک کی بہتری ہو گی۔ آج کی حزب اختلاف کل کی حزب اقتدار تھی۔ آج کی حزب اقتدار کل کی جزب اختلاف ہو سکتی ہے۔ اس لئے باہمی صلاح مشوہ جمہوری روایات کے لئے از حد ضروری ہے۔

جناب عالی! جب افہام و تفہیم کی بات ہو رہی ہے تو اس سلسلے میں صدر مملکت کا ذکر بھی ضروری ہے۔ ہمیں صدر کے تدبر، تجربے اور فہم و فراست کی ضرورت ہے۔ بد قسمتی سے کچھ واقعات و حالات کی وجہ سے حزب اختلاف سے ان کا رابطہ ٹوٹ چکا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنا صحیح رول ادا نہیں کر سکیں گے۔ ملکی مفاد میں ضروری ہے کہ ان کا حزب اختلاف سے رابطہ پھر بحال ہو اور اس کے لئے بھرپور کوششیں کرنی چاہیں۔ ملک میں سیاسی جمود و ٹینشن کی فضا ہے جو ملکی مفاد میں نہیں۔ اس لئے اسے جلد از جلد ختم ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین، آخر میں، میں سب سے پہلے اپنے سندھی بھائیوں کا شکریہ ادا کروں گا کہ جنہوں نے کشادہ دلی سے ۴۷ء میں اپنے گھر میں مہاجرین کو جگہ دی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان کو ہم سے کچھ شکایات پیدا ہوئیں۔ میں اپنے سندھی بھائیوں سے کہتا ہوں کہ مجھ سے یا میرے کسی بھائی سے میرے کسی عمل سے یا میرے بھائی کے عمل سے ان کو تکلیف پہنچی ہے تو میں صدق دل سے ان سے معافی کا خواستگار ہوں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ آیئے باہمی عزت و تکریم اور بقائے باہمی کے اصولوں پر کاربند ہو کر اس صوبے کو دوبارہ امن کا گہوارہ بنادیں۔ آیئے ہم ایسا معاشرہ تشکیل دیں کہ سب بھائی مل جل کر ترقی کی منازل طے کریں۔ اپنی قوتوں کو یکجا کر کے صوبہ سندھ کو دوبارہ قومی ترقی میں اس کا کھویا ہوا مقام لائیں۔ آیئے ایک روٹی کی فیصد تقسیم کی بجائے اتنی روٹیاں پکائیں کہ سب کو اپنی ضرورت کے مطابق بلکہ زیادہ ملیں۔ اللہ کے کرم سے صوبہ سندھ کے وسائل ایسے ہیں کہ

یہ ممکن ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین صاحب، کیا ضروری ہے کہ لکھی ہوئی تقریر یہاں پڑھی جائے۔ کیا ویسے وہ پیش کرنے سے سینیٹ کے ریکارڈ میں شامل نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین. انہوں نے نوٹس سے استفادہ کیا ہے۔ پڑھی نہیں ہے۔ میں اسے دیکھ رہا تھا۔ جی جناب طارق چوہدری صاحب۔ جناب ڈاکٹر عبدالغفار خان صاحب۔ جناب ملک محمد علی خان صاحب۔ جناب شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل: محترم جناب چیئرمین صاحب، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ سندھ کی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے اور کافی بحث ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین: چوہدری امیر حسین صاحب I will be taking up the Adjournment Motions آج شہزد گل صاحب، اس کے بعد عباس شاہ صاحب کی تقریر ہے اس کے بعد میں آپ کی تحریک التواء لوں گا۔ جی فرمایئے۔

چوہدری امیر حسین: جناب چیئرمین۔ آج بارہ بجے دوسری میٹنگ شروع ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین: کیا ہاؤس آپ کی میٹنگ کا انتظار کرے یا آپ میرے خیال میں آپ ایوان کو ترجیح دیں۔ اور مہربانی کر کے وزیر اعظم صاحب کو بھی درخواست کر دیں کہ آپ یہاں مصروف ہیں اور آپ میرے خیال میں ان سے اجازت لیں وہ ضرور آپ کو اجازت دے دیں گے۔

چوہدری امیر حسین: جناب، انہوں نے اجازت دی ہے۔ میں اس لئے حاضر

خدمت ہوا ہوں۔

جناب چیئرمین: تو پھر آپ مہربانی کر کے بیٹھیں I will take up the adjournment motions after the speech of Syed Abbas Shah. I can not change the schedule to suit the convenience of Ministers. جی جناب شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل: جناب والا! فوج کو سول انتظامیہ کی مدد کے لئے آئین کے آرٹیکل ۱۴۷ کے تحت طلب کیا گیا ہے۔ جناب والا! اس میں شک نہیں کہ سندھ کے حالات تشویشناک حد تک خراب ہو چکے تھے۔ اور اس قسم کا کوئی ذریعہ ڈھونڈنا چاہئے تھا جس سے حالات معمول پر آئیں اور امن و امان قائم ہو۔ جناب والا! یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ یہ حالات ایک دن میں خراب نہیں ہوئے۔ کافی عرصہ سے ایک مسلسل عمل چلا آرہا تھا۔ اور اس مسلسل عمل کے نتیجے میں حالات، امن وامان کی موجودہ بگڑتی ہوئی صورت حال کی حد تک پہنچ چکے تھے۔ اور سول انتظامیہ اور صوبائی حکومت دونوں حالات کو قابو کرنے میں ناکام ہو چکے تھے۔ اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ فوج طلب کی جاتی اور فوج طلب کی گئی۔ ایک پالیسی maker کے طور پر میں اس حق میں نہیں ہوں کہ فوج کو سول انتظامیہ کے ساتھ طلب کیا جائے۔ کیونکہ جب بھی فوج کو سول انتظامیہ کی مدد کے لئے طلب کیا گیا ہے یا دیگر حالات میں فوج آئی ہے اور اس نے کنٹرول ہاتھ میں لیا ہے تو حالات بجائے سدھرنے کے خراب ہی ہوئے ہیں۔ جناب والا! ہر ایک کو پتہ ہے مشرقی پاکستان میں جب فوج کو سول انتظامیہ کی امداد کے لئے طلب کیا گیا تو اس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان علیٰحدہ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔ اسی طرح کے حالات ۷۵۔۷۴ء میں بلوچستان میں ہوئے۔ بلوچستان میں جب فوج کو سول انتظامیہ کی امداد کیلئے طلب کیا گیا تو وہاں پر فوج نے ایسے مظالم ڈھائے کہ

مرے اور مینگل قبائل کے ہزاروں کارکن پہاڑ پر پناہ لینے چلے گئے اور پھر وہیں سے ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے اور اب مینگل اور مری لیڈر، عطاء اللہ مینگ اور خیر بخش مری چودہ سال کے بعد پاکستان آئے ہیں۔ یہ فرار ہوئے تھے یا جلاوطنی پر مجبور ہوئے تھے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ فوج نے وہاں پر ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے کہ انہیں مجبوراً اس ملک کو خیر باد کہنا پڑا اور وہ جلاوطنی میں رہ رہے تھے۔ جناب والا! یہ ریکارڈ پر ہے کہ حیدر آباد ٹریبونل قائم ہوا اور حیدر آباد ٹریبونل کی آپ اگر فائل اٹھا کر دیکھیں تو فوج نے جو مظالم اس وقت بلوچستان میں ڈھائے تھے اس سے وہ بھری پڑی ہے جو بھی اسے پڑھے گا اس کا سر شرم سے جھک جائے گا۔ فوج کو وسیع اختیارات دینا۔ جیسا کہ بعض دوستوں نے تجویز کیا ہے کہ فوج کو آرٹیکل ۲۴۵ کے تحت اختیارات دیئے جائیں۔ میں قطعاً اس کے خلاف ہوں۔ فوج کو محدود اختیارات کے ساتھ کام کرنے دیا جائے۔ اور زیادہ اختیارات فوج کو قطعاً نہیں دینے چاہیں۔ جناب والا! موجودہ صورت حال سے پہلے سندھ میں انتخابات کے بعد جام صاحب کی حکومت بنی۔ ہر ایک کو پتہ ہے کہ جام صاحب (Terrorism) کی ایک علامت بن چکا تھا۔ لیکن وفاقی حکومت اس کی سرپرستی کر رہی تھی۔ میں نے سندھ کے ممبران سے سنا ہے کہ جام صاحب کے بیٹے جب کسی کے پاس جا کر اسے کہتے کہ جام صاحب نے سلام بھیجا ہے تو وہ پھر سندھ نہیں جاتا تھا وہ کہتا تھا کہ میں جام صاحب کی ہٹ لسٹ پر آچکا ہوں۔ جب اس کا سلام آتا تھا تو وہ جام صاحب کی ہٹ لسٹ پر ہوتا تھا۔ جام صاحب کی حکومت جام صاحب کی تھی ہر ایک وزیر اور وزیر اعظم آگے بڑھ کر کے جاتے اور اس کی سرپرستی اس طرح ہو رہی تھی کہ سندھ بغیر جام صاحب کے قابو نہیں ہوگا۔ اسی طرح ایم کیو ایم کے لیڈر الطاف حسین صاحب بیمار پڑے ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ میں پیچھے رہ جاؤں اور وہ وہاں پر یعنی کوئی اس کے پیر دبا رہا ہے، کوئی اس کی بیمار پرسی

کر رہا ہے، کوئی اس کی خوشامد کر رہا ہے، حکومت کی سرپرستی میں اور اس وقت وہ الطاف بھائی تھا، آج وہی الطاف بھائی دہشت گرد بن گیا ہے پہلے تو حکومت کہتی تھی کہ یہ الذوالفقار کے دہشت گرد میں، پھر کہا کہ یہ ہندوستان کے ایجنٹ ہیں را کے ایجنٹ ہیں اور یہاں پر تشدد پھیلا رہے ہیں، سندھ کے حالات خراب کر رہے ہیں۔ اب یہ معلوم ہوا کہ یہ تو ایم کیو ایم کے دہشت گرد تھے تو یہ ہے کہ بعض حالات جو ہیں وہ حکومت نے دیدہ دانستہ پیدا کئے ہیں یہ حالات جب خراب ہونے شروع ہوئے اگر اسوقت جام صاحب کنٹرول نہیں کر رہے تھے، بیمار تھے تو چاہئے تھا کہ حکومت اس وقت مداخلت کرتی۔ جب سندھ انتظامیہ کنٹرول نہیں کر سکتی تھی تو پھر چاہئے تھا کہ اس وقت گورنر راج قائم کر کے سندھ کی اسمبلی کو dissolve کر کے انتخابات کراتے اور جو بھی پارٹی نئے انتخابات کے مطابق انتخابات جیت کر آتی اسے اقتدار منتقل کر دیا جاتا۔ ویسے نہیں کیا گیا اور یہی بد نصیبی ہے کہ حالات خراب ہوتے ہوتے اس حد تک پہنچ گئے اب ایک وزیر اعلیٰ کو زبردستی بٹھایا ہے اس کے کنٹرول میں حالات نہیں ہیں لیکن پھر بھی حکومت اس کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے کہ نہیں یہ حکومت کرے گا اور یہ حکومت چلائے گا، آئی جے آئی کی حکومت وہاں پر ضرور ہو گی تو جناب والا ایسے حالات حکومت خود پیدا کر رہی ہے ایک سیاسی گروپ کو دہشت گردی کے نام پر کچلا جا رہا ہے اس کی بیخ کنی کی جا رہی ہے۔ اس کو ختم کیا جا رہا ہے لیکن اس کے مقابلے میں ایک دوسرے سیاسی گروپ کو، اسی کے باغیوں کی سرپرستی کی جا رہی ہے عامر اور آفاق کی سرپرستی کی جا رہی ہے یہ بھی تو اسی تنظیم کا حصہ ہیں۔ اگر ایم کیو ایم دہشت گرد تنظیم ہے تو عام اور آفاق بھی اس کا حصہ ہیں۔ اب وہاں سے یعنی لوگوں کو باغی بنا کر دوسرے گروپ کی سرپرستی کی جا رہی ہے تاکہ وہ آئی جے آئی کی حکومت کے ساتھ مل کر مظفر شاہ کی اکثریت کو بحال رکھ سکے یہ کہاں کا انصاف ہے اگر یہ دہشت گرد تنظیم ہے اور

الطاف گروپ کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے تو پھر عامر اور آفاق گروپ کے خلاف بھی کارروائی کی جائے کیوں کہ ان کے بھی اسی طرح Terrorist Cells ہیں اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ ان کے بھی Cells ہیں ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے ان کی سرپرستی ہر گز نہیں کرنی چاہئے۔ جناب والا! ہم تجویز کرتے ہیں کہ فوج کو کم سے کم استعمال کیا جائے، فوج غیر جانبداری کا مظاہر کرے اور ٹنڈو بہاول کے واقعات نہ دہرے جائیں اور فوج شہری علاقوں میں آپریشن کرے یا اندون سندھ دیہی علاقوں میں کرے۔ ایسی کارروائی ہو کہ لوگ دیکھیں کہ واقعی فوج نے غیر جانبداری کا مظاہر کیا ہے اور فوج نے واقعی دیانتداری سے کام لے کر سندھ میں امن وامان قائم کرنے کی کوشش کی ہے تو یہی مناسب ہو گا۔ divided and rule کی پالیسی حکومت کو اختیار نہیں کرنی چاہئے کہ ایم کیو ایم کو دو حصوں میں تقسیم کروں پھر ایک کو اپنے ساتھ ملالو اور دوسرے کو کچلو یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ جب بھی اس طرح کے حالات پیدا ہوتے رہے تو پھر جب بھی مارشل لاء لگا ہے تو کلاشنکوف کلچر ہیروئین کلچر اور دیگر خرابیاں پیدا ہوئی ہیں یہ مارشل لاء دور کی پیداوار ہیں یعنی مارشل لاء دور میں انہوں نے جڑیں پکڑی ہیں اور کلاشنکوف کلچر سے لوگ روشناس ہوئے ہیں اس سے پہلے پاکستان میں ۳۵ سال میں کسی قسم کا نہ کلاشنکوف کلچر تھا نہ ہیروئن تھی نہ دیگر خرابیاں تھی، خرابیاں تو تھیں یہ نہیں کہ خرابیاں نہیں تھیں لیکن یہ خرابیاں جو موجودہ دور میں ہیں یہ خرابیاں اس وقت نہیں تھیں جس طرح کہ ابھی میرے دوست شاید نوٹس پڑھ رہے تھے لیکن میرا اندازہ ہے کہ چونکہ مظہر علی صاحب سندھ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کو یہ واضح ہدایات ہیں اور انہوں نے خاص طور پر یہ آفر کی ہے اور یہی آفر آج پریس میں بھی آئی ہے کہ پی ڈی اے کے ساتھ بات کرو اور پی ڈی اے آئی جے آئی مل کر سندھ میں آئندہ حکومت بنائیں۔ یہ قطعاً غلط

بات ہو گی یہ قطعاً غیر مناسب ہو گا ان کی بات سے یہی بو آتی ہے میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں یہ حکومت کا مؤقف تھا اور سندھ کی جانب سے انہوں نے لکھ کر بیان کیا تا کہ وہ درست طور پر ریکارڈ پر آجائے۔ پریس میں آیا ہے کہ پی ڈی اے کیساتھ بات ہو رہی ہے۔ میں اپنی بات نہیں کر رہا یہ بات پریس میں آئی ہے اگر پی ڈی اے کے ساتھ اس قسم کی بات ہوئی تو یہ حالات بجائے سدھرنے کے اور خراب ہوں گے اور پی ڈی اے کو بھی ہم کہتے ہیں کہ اقتدار کیا ہے۔ وہ بھی اقتدار کے بھوکے ہیں یعنی جہاں سے بھی ملے سارے پاکستان میں مخالفت ہے بلوچستان کی اسمبلی میں پی ڈی اے کا آدمی جو ہے وہ حکومت میں شامل ہے اس پر کوئی کنٹرول نہیں ہے تو اقتدار کی خاطر پی ڈی اے اصولوں پر سودا بازی نہ کرے اور موجودہ حالات میں ان کو نہیں چاہئے کہ ان خراب حالات کو مزید خراب کرنے کے لئے حکومت کے لالچ میں وہاں پر شامل ہو جائے اور یہ حالات جو ہیں سدھرنے کی بجائے اور خراب ہو جائیں گے جناب والا! یہی حل ہے کہ سندھ میں چونکہ حالات بالکل ایسے ہیں کہ حالات معمول پر آئیں لوگ تب ہی سکھ کا سانس لیں گے۔ چونکہ موجودہ اسمبلی جو ہے جو اب بالکل غیر نمائندہ ہو چکی ہے اسمبلی جو ہے وہ دہشت گردی کی ایک تنظیم بن گئی ہے تو اس اسمبلی کو توڑ کر نئے انتخابات کرائے جائیں اور جتنا تھوڑا کام ہو فوج سے لیا جائے اور فوج جتنی بھی کارروائی کرے اس میں وہ غیر جانبداری کا مظاہر کرے تا کہ فوج پر عوام کا اعتماد بحال رہے اور عوام کسی طرح بھی نہ کہیں کہ فوج نے زیادتی کی ہے یا کسی کی طرف داری کی ہے اور فوج نے ایک سیاسی گروپ کو کچلا ہے اور دوسرے کی سرپرستی کی ہے تو ایسے حالات پیدا نہیں کرنے چاہئیں۔

جناب والا! سندھ کا مسئلہ سیاسی مسئلہ ہے اسے سیاسی طور پر حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ سیاسی لیڈروں سے انہی پارٹیوں کے ساتھ مل بیٹھ کر اس مسئلے کا حل نکالنا چاہئے۔

فوج کے ذریعے کوئی بھی حل نہ مناسب ہوتا ہے نہ وہ دیرپا ہوتا ہے ان خیالات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سیّد مظہر علی: پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن۔ جناب والا! میرے دل میں جناب شہزاد گل صاحب کی بڑی قدر ہے۔ میرے بڑے دوست ہیں، انہوں نے کچھ بیان دیا ہے جو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ بالکل غلط بیانی پر مبنی ہے جو کچھ میں نے آج کہا ہے وہ میرے دل کی آواز ہے میں ببانگ دھل جگہ کہوں گا اگر پیپلز پارٹی کی جگہ اے این پی حزب اختلاف ہوتی تو میں کہتا اس سے بھی مذاکرات کریں یہ قومی پارٹیاں ہیں ان کو آپس میں ایک دوسرے سے گفتگو کرنی چاہئے جب دو دشمن ملک بات کر سکتے ہیں تو ایک ملک کی دو پارٹیاں کیوں آپس میں بات نہیں کر سکتیں لیکن پھر میں کہوں کہ جناب شہزاد گل صاحب آپ نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

جناب شہزاد گل: نہیں، نہیں، میں نے تجزیہ کیا۔

جناب چیئرمین: آپ کا تجزیہ غلط ہے۔

جناب شہزاد گل: آپ نے جو بیان دیا پریس میں بھی یہی بات آئی میں نے دونوں کو ملا کر اس کا تجزیہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین: بہر حال وہ کہتے ہیں کہ یہ بات صحیح نہیں ہے، جناب عباس شاہ صاحب۔

سیّد عباس شاہ: شکریہ یقیناً آج اس ہاؤس میں جس مسئلے پر بحث ہو رہی ہے وہ ملک کا سب سے اہم ترین مسئلہ ہے اور سب سے مشکل ترین مسئلہ ہے اس وقت پاکستانی قوم ایک نازک دور سے گزر رہی ہے میرے قریباً قریباً جن ساتھیوں نے بولنا تھا زیادہ تر بول چکے ہیں تو میں کوشش کروں گا کہ ان چیزوں اور ان مسئلوں کو نہ اٹھاؤں جن حالات سے سندھ

میں یہ حالات پیدا ہوئے ہیں اور میں یقیناً اس ہاؤس کا ممبر ہوتے ہوئے اس ہاؤس کے ممبروں کو مبارک بھی دوں گا کہ جس تعمل اور جس کوشش سے یہاں پر تقریریں ہوئی ماسوائے چند ایک معاملات کو اشتعال انگیزی کی طرف نہیں لے جایا گیا بلکہ سندھ کے مسئلے کے حل کے لئے ایک کوشش کی گئی۔ اس سے پہلے بھی پاکستان سینٹ نے سندھ کے بارے میں ایک کمیٹی قائم کی تھی اس پر ایک بہت مفید رپورٹ تیار کی گئی لیکن جیسے اس ملک میں اصول رہا ہے پارلیمنٹ کی طرف سے جن چیزوں کو سامنے لایا جاتا ہے حکومت کبھی بھی ان پر غور نہیں کرتی۔ افسوس کا مقام ہے اتنی جامع رپورٹ تیار کرنے کے بعد جس پر دو ڈھائی سال کا ٹائم بھی گزرا۔ اس کو نہ زیر بحث لایا گیا نہ کسی فورم پر حکومت نے اس پر سوچا۔ سندھ میں فوج کو جو بلایا گیا ایک جمہوری ملک میں یہ ایک افسوسناک واقع ہے لیکن آج اس پر دو آراء نہیں ہیں کہ سندھ میں فوج بلانے کی اشد ضرورت تھی اور آج تک جو نتائج نکل رہے ہیں وہ بھی حوصلہ افزاء ہیں یقیناً ان میں کچھ واقعات ہوئے ہیں لیکن پہلی بار پاکستانی فوج نے پاکستان کی تاریخ میں ان غلطیوں کی ذمہ داری قبول کی۔ آج قوم کا اعتماد بحال کیا گیا ہے۔ یقیناً ہمیں وہ دن یاد ہے۔ جس وقت ۱۹۷۷ء کا مارشل لاء لگایا گیا تو میں فرنٹیئر ہاؤس میں مرحوم وزیر اعلیٰ اقبال جدون صوبہ سرحد کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہم نے وہ تقریر سنی جس میں وعدہ کیا گیا کہ میں ۹۰ دن کے بعد حکومت چھوڑ کر جاؤں گا تو ہم نے آپس میں اس پر سیاسی assessment کی۔ میں واحد آدمی تھا جس نے اس سے کہا کل یہ جب صدارت کی کرسی پر بیٹھے گا اور گھنٹیاں بجائے گا تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں وہ اس کرسی کو نہیں چھوڑے گا اور اس نے جو دور گزارا ہو سکتا ہے اس نے کچھ اس ملک کے لئے کیا ہو لیکن ایک جمہوری ملک میں ایک جمہوری سوچ رکھنے والے، ایک پولیٹیکل سوچ رکھنے والے شخص کے لئے یہ دور شرمناک ہے اس ملک کے لئے شرمناک ہے اس وقت جن برائیوں نے جڑ

پکڑ لی ہے۔ کیونکہ میں بطور پولیٹیکل ورکر کے convinced ہوں کہ ہر ملک کا solution صرف پولیٹیکل اور سیاسی ہو سکتا ہے کوئی دوسرا حل کسی ملک میں کارگر نہیں ہو سکتا۔ بنگلہ دیش بھی جس وقت ہمارے پاکستان کا حصہ تھا اس وقت بھی جب حالات اس حد تک پہنچ گئے کہ مجیب کی گورنمنٹ بنی تو ہم اس وقت ڈھاکہ میں شہباز ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے اس وقت بھی یہی بات تھی اس حالات میں بھی پولیٹیکل حل ہونا چاہئے تھا اس وقت بھی سیاسی حل ہونا چاہئے تھا اگر اس وقت بھی ہم سیاسی حل کی طرف بڑھتے تو مجھے امید ہے کہ یہ ایک مختلف صورتحال ہوتی جو آج ہے۔ سندھ میں بھی ہمیں ان اداروں کو جنہیں فورسز کہتے ہیں ان کو بلانے کے لئے ایک لمیٹڈ ٹائم اور ایک definite ٹاسک دیکر اس کو حتی الوسع کم سے کم مدت کے لئے رکھنا چاہئے کیونکہ اقتدار ایک عجیب چیز ہے اور اقتدار کا ایک نشہ ہوتا ہے کیونکہ اگر ہم اس پروفشن کو اس حد سے آگے لے جائیں یا وہ ملوث ہو جائیں تو ڈر ہے کہ جو ہم سیاسی حل کے لئے سوچ رہے ہیں وہ سیاسی حل نہ نکل سکے۔ جناب والا! میں اب بھی سمجھتا ہوں کہ یہ فیز جو امن کا فیز ہے اس کے لئے ہم سیاسی حل نہ نکال سکیں تو خدانخواستہ یہ فیز امن کے لئے بہت کم عرصے کیلئے ہوگا کیونکہ جس تعداد سے دہشت گرد پیدا ہوئے، جس تعداد سے تنظیمیں بڑھیں، جس تعداد تعدد سے یہ Insitutions بنے اور ان کی جو پذیرائی ہوئی وہ پندرہ، سولہ، سترہ سال سے ہو رہی ہے۔ چند لوگوں کو پکڑنے سے یا چند عقوبت خانے یا چند دہشت گردوں کو پکڑنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا۔ اس کے لئے ایک صحیح سیاسی حل کی طرف سوچنا چاہئے۔ میں مسئلہ ایک دوسری طرف بھی لے جاؤں سندھ میں حالات کی analyses ہمیں تھوڑی دیر کے لئے ضرور کرنی پڑے گی۔ سندھ کے solution کے لئے دو حصوں میں سوچنا پڑے گا شہری حصہ اور دیہی کے لئے حصہ۔ شہروں میں جو لوگ آباد ہیں کیا ان کے وہی مسائل ہیں جو دیہات میں آباد لوگوں

کے ہیں۔ بد قسمتی سے بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ سندھی جو ہے وہ محرومیت کا شکار ہے۔ وہاں پر محرومی ہے میں agree کرتا ہوں لیکن پاکستان کے کسی بھی حصے میں جائیں چاہے وہ صوبہ سرحد کا ہو یا پنجاب کا، پوٹھوار کا ایریا ہو یا پنجاب کا سرائیکی ایریا ہو یا وہ بلوچستان ہو۔ یا بہرہ ور سعید صاحب کا علاقہ دیر ہو حالانکہ یہ انکا علاقہ نہیں ہے۔ "He is from Pashawar" میرے سندھ کے بھائی ثابت کر سکیں کہ کوئی چیز ہمیں ان سے زیادہ ملے تو ہم یقیناً کہیں گے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ کیونکہ ملک میں ہی پورٹ ہے اور کراچی شہر کے تعمیر اور ساری Opportunity of life concentrate کی گئی اسی کراچی میں کی گئی۔ ہم چونکہ دور رہتے ہیں ہمیں اس کا اتنا درد نہیں وہ Comporison of life جو کہ امیر اور غریب کے درمیان فرق ہے ہمیں اتنا محسوس نہیں ہو رہا ہے immediately سندھ میں رہتے ہوئے ان کو ہوتا ہے یہ ایک کلاس ہے جس کے خلاف ہم سب نے لڑ کر۔۔ چاہئے سندھی ہو چاہے وہ مہاجر غریب ورکر ہو جس کو اس بار بھی گلیوں میں exploit کیا گیا۔ افسوس کی بات ہے کہ "مہاجر" یا نام بھی دینا مجھے تو شرم آتا ہے کہ میں ایک پاکستانی کو مہاجر کہوں۔ مہاجر تو افغان تھے دس بارہ سال گزار کر ان کے قافلے جا رہے ہیں جناب والا! جس آدمی نے سوچا ہے کہ اس کو مہاجر قومی موومنٹ نام دیا جائے میں کہتا ہوں کہ یہ پاکستان اور پاکستانیت کے خلاف شرم کی بات ہے اس ملک کے ساتھ ظلم ہے کہ یہ نام کسی اس شہر کو جو اس سرزمین پر پیدا ہوا اور اس پر کھڑا ہوا اور وہاں کا رہنے والا ہو۔ وہاں پر جو پشتون اور پنجاب آباد ہے وہ سندھی ہے اور میں اس کو سندھی پشتون کہوں گا جیسے سندھی بلوچی میں اس کو کہوں گا جیسے بلوچستان کا بلوچی ہے اسی سندھی پشتون ہے یا اردو سپیکنگ ہے جس ٹائپ سے بھی لیں وہ سندھی ہے اور مجھے آج اس بات پر افسوس ہے کہ کوئی آدمی اٹھے کہ وہاں پر جو ۳۰ سال سے آباد ہے اس سے زمین لی جائیں۔ جناب والا! یہ

اشتعال مجیب صاحب نے دی تھی پنجاب اور پشتونوں کو نکالو میں بنگالیوں کو واپس زمین دوں گا وہ زمینیں دے سکے کیا۔ بنگالیوں کے ساتھ وہ ہوا یہی افسوس کیا بات ہے وہ لوگ جو یہ بات اٹھاتے ہیں کیا وہ کہیں گے کراچی میں جتنے کارخانے اردو سپیکنگ نے بنائے یا پشتونوں نے بنائے ہیں وہ ان سے واپس لئے جائیں۔ جناب یہ اشتعال انگیزی ہے، دو لاکھ ایکڑ، ۲۵ لاکھ ایکڑ زمین ان لوگوں نے آباد کی ہے۔۔۔۔ اگر آپ ان کی تاریخ دیکھیں تو انہوں نے اپنا خون پسینہ دیا۔ جناب وہ آباد کار سندھی ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو آج اپنے آپ کو ایک مہاجر موومنٹ کے نام سے پکار رہے ہیں۔ سر اگر یہ بات کہی جاتی ہے تو وہ لوگ اپنا خون دینے کے لئے تیار ہوں گے۔۔ اور کسی نے بھی آج تک اپنی زمین نہیں چھوڑی ہے۔ And they are as much Sindh as any other Sindh. جناب والا، کچھ تاریخ اور جغرافیہ کی طرف بھی اشارہ کیا جائے گا۔ ہر علاقے کی اپنی قیادت ابھرتی ہے اور ان کے مسائل کو حل کرتی ہے یہ میرے اپنے بھائی ہیں، میرا خون ہے۔ میں سندھیوں سے پوچھوں گا کیا آپ کی اپنی قیادت ابھری کہ جس نے اپنے صوبہ کا مسئلہ حل کیا۔ یہاں پر میرے بھائی فتح محمد خان تقریر کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ صوبہ سرحد میں بھی ہمیں کافی محرومیاں ہیں لیکن کم از کم ۸۵ء کے بعد تین چار وزیر اعلیٰ ایسے آئے ہیں، جنہوں نے کم از کم ہمیں pacify رکھا، وہ ہم میں سے تھے، انہوں نے ہم سے بدلے نہیں لئے وہ ہمارے لئے جام صادق علی نہیں بنے۔ میں نام نہیں لوں گا۔۔ وہ ہمارے لئے فلاں فلاں شاعر نہیں بنے۔ بلکہ وہ ہماری مشکلات کو سمجھتے تھے۔ اس لئے میں یہی سوال اپنے سندھی بھائیوں سے پوچھوں گا کہ کیا وہاں کی جو لیڈر شپ تھی۔ جس کو جی ایم سیّد، عبدالحمید جتوئی، ممتاز بھٹو اور حفیظ پیرزادہ کہتے ہیں کیا انہوں نے وہاں نفرتیں پھیلانے کے سوا کوئی مسئلہ حل کرنے کی طرف کوئی کوشش کی ہے۔ میں اسی طرح اس گروپ کو آگے بھی لے جاؤں گا۔ کھوڑو،

پیرزادہ عبدالستار اور قاضی محمد اکبر تھے کیا انہوں نے سندھیوں کے لئے کوئی حل پیش کیا۔ جو کلاس پیدا ہو گئی ہے اس کے خلاف انہوں نے کوئی آواز بلند کی۔ جو لوگوں کے حقوق مارے گئے ہیں ان کے حق میں کوئی آواز بلند کی۔

جناب والا، میں پہلے سینٹ میں پوچھتا تھا کہ بینکوں میں کتنے ملازمین ہیں اور یہ کہاں کے ہیں لیکن میں فلاں کا اس میں کیا حصہ ہے اور فلاں کیا کیا ہے یہ پوچھنے سے منع ہو گیا ہوں۔ لیکن دیگر پوچھتے ہیں ان سوالات کا جواب سے ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ۳۰/۳۵ فیصد ملازمتیں سندھ کو ملی ہیں۔ اب میرا جو گاؤں کا آدمی ہے اسے پتہ نہیں ہے کہ سندھ میں دو قسم کی شہریت ہے۔ ایک rural ہے اور ایک urban ہے لیکن وہ تو کہتا ہے کہ میرا حصہ بھی سندھ کے لوگ لے گئے ہیں اور وہاں پر سندھیوں کو افسوس ہے کہ ان کو دو یا تین فیصد حصہ ملا ہے۔ جناب والا، یک حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا اور وہ یہ ہے کہ سندھ میں جو حالات ہیں ان کے تحت سندھ دیہی اور سندھ شہری کے حالات میں فرق کو محسوس کرنا پڑے گا۔ چاہئے وہ جس صورت میں ہو، اس کی رائے ہم دے سکتے ہیں لیکن فیصلہ جو ہے وہ سندھ کی لیڈر شپ نے کرنا ہے، سندھ کے عوام نے کرنا ہے اور سندھ کے عوام میں کوئی یا اور پرانا سندھی نہیں ہے۔ یہی دہشت گرد جس کو آج سندھ کی لیڈر شپ۔۔ سندھ کے عوام نہیں، جن کو آج وہ کہتے ہیں کہ جی، یہ دہشت گرد تھے، انڈیا کا کوئی ایجنٹ نہیں تھا، سب کچھ انہوں کیا ہے، کیا جی ایم سیّد نے اس کو نئے اور پرانے سندھی کے نام پر پشتون سندھیوں کے گھروں کی آبادی کو لوٹنے یا تباہ کرنے کے لئے آگے نہیں بڑھایا۔۔؟ encourage نہیں کیا تھا؟ کیا وہ دن کوئی بھول سکتا ہے۔۔ میرے دوست عبداللہ شاہ صاحب موجود ہیں کیا وہ اس سے deny کر سکتے ہیں جی ایم سیّد کے گھر پر یہی الطاف حسین جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ دہشت گرد تنظیم کا سربراہ ہے، کیا اس نے نئے سندھی اور پرانے سندھی

کے نعرے کی basis پر پنجابی، پشتون اردو سری قومیتوں کیخلاف نفرتیں پیدا کرنے کیلئے نہیں اٹھایا تھا جو fault ہے جو مشکل ہے وہ صرف اور صرف سندھ کی لیڈر شپ میں ہے اس کو حل پاکستان کا کوئی حصہ نہیں کر سکتا ہے۔ میں پھر تاریخ دھراؤں گا ہمارے ملک میں ایک ڈیموکریٹک سسٹم ہے۔ اس وقت نیشنل اسمبلی کے سپیکر، سینٹ کے چیئرمین اور وزیر اعظم جو ہیں انکی کچھ ٹریڈ شینلی تقسیم تھی یہ ہیں نہیں ہے کہ ان عہدوں پر فلاں فلاں صوبے کا حق ہے traditionally یہ تھا کہ سپیکر جو ہے یہ سندھ سے ہونا چاہئے لیکن کوئی سندھی لیڈر اس کے لئے تیار نہیں ہوا، کوئی سندھی ایم این اے تیار نہیں تھا کہ وہ قومی اسمبلی کا سپیکر بنے اسی طرح کوئی ہمارے ہاں تیار نہیں ہوا کہ وہ سیٹ پر آئے۔ جناب والا، آپ یہ لیڈر شپ نہیں لیں گے جب یہ چیز آپ نہیں لیں گے لیکن آپ کہیں گے کہ میں اس قوم کو صحیح راستہ دکھاؤں مگر دوسری طرف آپ اس کرسی کے لئے کوشاں ہیں کہ جہاں کروڑوں روپے کے پلاٹ بکتے ہیں۔ ایک تو آپ اس غریب آباد کار سے جس نے اپنا خون دیا ہے، اس سے تو آپ زمین چھیننا چھاتے ہیں لیکن کروڑوں روپے کے پلاٹ آپ خود حاصل کرنا چاہتے ہیں پرسوں اخبار میں تھا کہ ۶۰ کروڑ روپے کا پلاٹ سلیم شہزاد کو دیا گیا ہے۔ کراچی شہر میں ہر پلاٹ کی قیمت پانچ سے دس کروڑ روپے ہے۔ وہ تقسیم کئے گئے ہیں۔۔ یہاں آپ کب واپس لیں گے۔

جناب والا، میں لینڈ ریفارم کے حق میں ہوں۔ میں خان، چوہدری، وڈیرہ وغیرہ کے خلاف ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ہاریوں کو exploit نہ کیا جائے لیکن قانون کے مطابق اگر مجھے پانچ سو ایکڑ کا یا تین سو ایکڑ کا پلاٹ، میرے ملک کے قانون کے مطابق، اسلام کے مطابق، کیا گیا ہے اور allow کیا گیا ہے تو پھر میرے خلاف نفرت پھیلانے کا کوئی جواز نہیں۔ میں یہ اپنے بارے میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اس کلاس کی بات کر رہا ہوں کہ ان کے خلاف

نفرت نہ پھیلائی جائے۔ میں یقیناً ان کے خلاف ہوں ان لوگوں کو اگر کوئی لینڈ ریفارم سے بچانا ہے۔ اور سندھ میں جو افسوس ناک بات پھلی ہوئی ہے وہ provincial andservice of Sind ہے۔ مغربی پاکستان کے زمانے سے ہم نوٹ کرتے رہے ہیں جس کو یہ مختار کار تحصیلدار، پٹواری، تھانیدار کہتے ہیں اس وقت سے اس سروس میں incompetent class induct ہوا ہے۔ اسی نے ویسٹ پاکستان کے خلاف نفرت پھیلائی Incompetent class induct ہوا ہے اس سروس میں وہ compete ہی نہیں کر سکا ہے اور وہ اپنے سارے short کو اسی بات پر ٹالتا رہا کہ جی ہمارے ساتھ ظلم ہوا ہے اگر آپ تاریخ دیکھیں تو یہ بات سروسز سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اس لئے آئندہ سے اس سسٹم میں اس کلاس کو distroy کرنا ہو گا اس کی جگہ ایک نئی اور پڑھی لکھی کلاس induct کرنا پڑے گی۔ یہ ایک اہم بات ہے۔

جناب والا، اس وقت جو سندھ میں ایکشن ہو رہا ہے اس پر بات کرنے کے لئے یہاں سے کچھ لوگ اٹھے انہوں نے صدر مملکت کے خلاف، یا ان کی ذات کے بارے میں ایسی باتیں کیں ان کا جواب دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ صدر صاحب یہاں خود اپنے آپ کو defend نہیں کر سکتے اور وہ پارلیمنٹ کا حصہ ہیں۔ آئین کی شق کے مطابق بھی ہمیں نہیں چاہئے تا کہ ان کے خلاف کوئی بات ہوتی لیکن اگر کوئی ہوئی ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس کا کوئی رشتہ دار کوئی کام کرتا ہے فرض کیا کہ اس میں کوئی برائی ہے یا اچھائی، تو ہم اس میں صدر مملکت کو ذمہ دار کس طرح ٹھہرا سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہی گئی کہ ان کی گاڑی میں وہاں رپورٹ گئے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ fact ہے کہ ان کی گاڑی میں کوئی بھی باہر نہیں گیا اور یہ fact ہے کہ جس آدمی کا نام لیا جاتا ہے، یہ الگ ہے کہ صحیح ہے یا غلط ہے لیکن یہ اسلام آباد ائرپورٹ سے بھی باہر نہیں گیا، یہ دو تین ہفتوں کے

لئے باہر گیا ہے، Fortunately or unfortunately he selected the wrong time, he will be back کیونکہ کوئی political assylumn کسی کو نہیں ملا، ہر آدمی نے واپس آنا ہے اور اگر کوئی چور ہے یا کوئی ڈاکو ہے یا دہشت گرد ہے، اس کو عدالت میں پیش ہونا ہے۔ جیسے کہ ڈیمانڈ کیا گیا ہے اور ہم دوبارہ ڈیمانڈ کریں گے کہ جن لوگوں کے خلاف جرائم کے کیس ہیں، ہمارے British and American Government treaties ہیں، ہم یہاں پر نارکا ٹکس میں پھنسے ہوئے لوگ وہاں بھیجتے ہیں اور وہاں سے یہاں بھیجتے ہیں ان لوگوں کو یہاں بھیجا جائے وہ اگر اپنے آپ کو صحیح سمجھتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ وہ عدالتوں میں پیش ہوں۔ کیا ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ anailable نہیں ہیں وہ آئیں اور جرأت کا مظاہرہ کریں اگر وہ دہشت گرد نہیں ہیں تو وہ ہمارے بھائی ہیں ہم ان کی قدر کریں گے وہ وہاں پر بیٹھ کر اپنی دہشت گردی کا ثبوت نہ دلوائیں۔۔ یہاں پہ آکر عدالتوں میں پیش ہوں۔ یا ہماری حکومت کو چاہئے کہ فوری طور پر ایکشن لے کر ان لوگوں کو اگر وہ پیسے لے گئے ہیں تو ہمارے بینکوں کا ساری دنیا میں یہ رواج ہے۔ ان کے اکاؤنٹس وہاں پہ بھی فریز کئے جائیں جیسے کہا گیا کہ اتنے بلین، اتنے ارب کھرب پیسے لے جائے گئے ہیں۔ انہی بینکوں کے ذریعے وہ ٹرانسفر ہوئے ہیں ان کے records ہیں۔ ان کو فریز کرنا چاہئے اور ان کے متعلق کارروائی کرنا چاہئے۔ اگر ان کا صحیح حق ہے تو وہ لے جائیں ان کا پیسہ ہے کیونکہ اسلام میں کوئی کسی کی زمین یا پیسہ چھین نہیں سکتا ہے۔ جناب والا! ہمیں اب دوباہ مجیب اور بھاشانی کے نعروں کی ضرورت نہیں ہے اور خاص کر پارلیمنٹ سے شوریٰ سے کیونکہ ہم مینڈیٹ لے کر آئے ہیں اور منڈیٹ بھی چھینا جا سکتا ہے اگر آدمی کسی کی زمین چھیننا چاہتا ہے اگر وہ آباد کار کو آباد کار نہیں سمجھتا تو مینڈیٹ لے کر آنے والے کو بھی اگر تھوڑے یا زیادہ عرصے کے لئے رہا تو وہ بھی چھیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! میں آخر میں یہی کہوں گا کہ ہمیں فوجی

ایکشن کم سے کم مدت کے لئے کرنا چاہئے۔ شہزاد گل باچہ پھر یہ کہے گا کہ پیر عباس شاہ کو حکومت کی طرف سے اشارہ ہوا ہے۔ اگر ہم مسلم لیگی .A.N.P سے مل کر حکومت بنانے کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور اس میں وہ رہے ہیں تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے کہ اگر .A.P.P یا .P.D.A ساتھ کوئی ایسی ضروریات پڑے تو ملک کی بقاء کے لئے، سالمیت کے لئے تو اس پہ ان کو ڈر نہیں لگتا چاہئے ہم ان کا پرانی احتساب نہیں کریں گے۔ ہم ان کے ریکارڈ کو چیک نہیں کریں گے۔ ہم حیدر آباد ٹریبول case کو دوبارہ نہیں لائیں گے۔ ان کو ڈر نہیں رہنا چاہئے۔ ہم ان کو ایسا ہی اچھا پاکستانی سمجھتے ہیں جیسا کہ ہم ہیں۔ آؤ اس ملک کی بقاء اور کامیابی کے لئے آگے بڑھیں آمریت نے ہمیں کہاں سے کہاں دھکیل دیا کہیں ملائیت آگئی کہیں کوئی اور چیز آگئی۔ خدا کے لئے اب پاکستانی کو بنانے کے لئے آگے بڑھیں جن کا حلقہ نیابت نہیں ہے ہمیشہ دوسرے کے متعلق آواز دیتے ہیں کہ جی یہ غدار ہے کیوں کہ اپنے آپ کو منوا رکھا ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی اب ہم تحریک التواء لیتے ہیں جی ایڈجرنمنٹ موشن نمبر ۳۹ ڈاکٹر ریحان صاحب۔

جناب شہزاد گل: آج ڈاکٹر صاحب موجود نہیں ہیں انہیں پتہ نہیں تھا کہ آج اسے call کیا جائے گا لہٰذا انہوں نے درخواست کی ہے کہ اسے کل تک ڈیفر کیا جائے۔ انہیں بنی گالہ اور ایسے ہی دوسری موشنز ہونیکی وجہ سے غلط فہمی ہو گئی تھی تو اسے ڈیفر کیا جائے۔ آج چونکہ وہ منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔

چوہدری امیر حسین: جی میں ہوں جی۔

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب ہیں انہیں کہا بھی گیا تھا۔ بہر حال اور کون سی لینا چاہتے ہیں۔

چوہدری امیر حسین: یہ نمبر ۷۶ ہے منسٹر فنانس کی۔ اور رانا نذیر صاحب۔

جناب چیئرمین: یہ کیڑے مار دواؤں والا جنرل مجید ملک صاحب لے سکتے ہیں؟ ٹھیک ہے رانا نذیر صاحب ہیں۔ یہ جی نمبر ۴۵ راجہ محمد افضل صاحب اور اقبال حیدر صاحب یہ نمبر ۷۳ یہی ہے انہوں نے نمبر غلط دیا ہوا ہے۔

(مداخلت)

ADJOURNMENT MOTION RE : SALE OF POISONS PESTICIDES BY THE FOREIGN COMPANIES

راجہ محمد افضل: یہ ہیلتھ والا سر۔

جناب چیئرمین: جی کیڑے مار دواؤں کا ہے۔

راجہ محمد افضل: میں انتہائی اہم قومی مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے التواء کی تحریک پیش کرتا ہوں مسئلہ یہ ہے روزنامہ "ڈان" کراچی مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۲ء کی خبر کے مطابق بہت ساری زہریلی دوائیاں جن پر پابندی عائد کی جا چکی ہے پاکستان میں استعمال ہو رہی ہیں۔ ان زہریلی دوائیوں کو بنانے والے ممالک اسے تیسری دنیا میں بیچ رہے ہیں جبکہ ان کے اپنے ملکوں میں پابندی لگی ہوئی ہے۔ ان مضر صحت اور مہلک دوائیوں سے ماحول میں کئی سالوں تک زہریلے اثرات رہتے ہیں جو انسانی جانوں کے لئے زہر قاتل کی طرح ہیں میری استدعا ہے کہ اس اہم معاملہ کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی جناب دوسرا ہے اقبال حیدر صاحب وہ بھی کیڑے مار دوائیوں کے بارے میں ہے یہ آپ کا بھی اسی بارے میں ہے کہ کیڑے مار کی صورت میں جو دوائیاں آرہی ہیں یہ زہریلی ہیں اور استعمال ہو رہی ہیں۔

جی اس کو Oppose کریں گے؟

رانا نذیر احمد خان، جی Oppose کرتا ہوں۔

راجہ محمد افضل: جناب والا! رانا صاحب نے اس کو oppose کیا۔ میں تو سمجھتا تھا کو یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کو حکومت oppose کرے گی۔ اگر واقعات ہیں یہ اخبارات میں خبر چھپی ہے کہ یہ کیڑے مار دوائیں زہریلی ہیں اور باقی تمام ممالک میں جو ممالک اس کے مینو فیکچرر ہیں انہوں نے اس پہ پابندی عائد کر دی ہوئی ہے اور ہمارے ہاں اس کو استعمال کیا جارہا ہے جو انسانی صحت کے لئے نہایت ہی مضر ہیں اور زہر آلود ہیں۔ اس کے بعد یا تو حکومت کی طرف سے تردید آجاتی کہ جناب جن دوائیوں کا وہاں پہ استعمال بند ہو چکا ہے اور یہاں پر استعمال نہیں ہو رہا ہے پھر تو اور بات تھی آج تک نہ تو کسی اخبار میں اس کی تردید آئی ہے اور آج تک یہ دوائیاں جناب استعمال ہو رہی ہیں۔ اور یہ انتہائی زہریلی ہیں اور انسانی جان سب سے قیمتی ہوتی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں اس کو oppose نہیں کرنا چائے بلکہ عام بحث کی اجازت دینی چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی جناب رانا نذیر صاحب۔

رانا نذیر احمد خان: جناب والا! محترم ممبر جو اہم مسئلہ ایوان میں پیش کیا ہے وہ واقعی اہم ہے لیکن اس میں انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کون سب دوائی اور کونسا زہر ہم امپورٹ کر رہے ہیں جو پاکستان کے عوام اور فضاء کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس لئے انہوں نے کوئی speific دوائی کا نام نہیں لیا۔ اس وقت پاکستان میں تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب کیڑے مار دوائیں ہیں جن کو آج ملک میں در آمد کرنے کی اجازت ہے۔ اور اس میں ایک پروسیس ہے اور دو سال ہم تجربہ کرتے ہیں کہ وہ انسانی جانوں، فضا کے لئے اور فصلوں کے لئے کتنی نقصان دہ ہے اور کتنا زہر ہے؟ لہٰذا

جناب چیئرمین: جتنا ان کا concern ہے اتنا ہی حکومت بھی concern ہے اب

تک جو دوائیاں در آمد کی جاتی ہیں ان میں ایک جاری پروسیس ہے اور جو پک نے نشاندہی کی تھی ان کو ہم نے deregulate کر دیا ہے اور بقایا چھ سات ایسی ہیں جن کی اس نے نشاندھی کی ہے ان پر ہم جلدی ہی پابندی لگا دیں گے۔ اور اس کے ساتھ پاکستان کی اپنی منشاء کے تحت ایک پلاسٹ پروڈیکشن کی ایک لیبارٹی ہے جس میں کہ چودہ ایسی ادوایات ہیں جو یہاں در آمد کی جاتی تھیں ان کے اوپر پابندی لگا دی گئی ہے کہ یہ کینسر پیدا کرتی ہیں اور یہ انسانی جانوں کو اور پاکستان کی فضا کو خطرہ ہے۔ اسی طرح ایک اور لسٹ بنائی ہے جس میں کہ ابھی دو چار دنوں میں اٹھارہ کو دی ریگولیٹ کر دیں گے اور چوبیس کو ہم مزید کرنا چاہ رہے ہیں۔ اس لئے ان سے گزارش کروں گا کہ واقعی یہ مسئلہ بڑا اہم ہے لیکن جس وقت بھی ہمیں ہیلتھ آرگنائیزیشن کی طرف سے یا committee کی طرف سے یا پاکستان کے اپنے انسٹی ٹیوشنز کی طرف سے یہ معلوم ہوتا ہے اور یہ continuous porcess ہے۔ جس وقت ہمیں یہ محسوس ہو گا کہ کوئی دوائی یہاں نقصان دہ ہے اس کے اوپر ہم پابندی لگا دیں گے۔ تقریباً اب تک جو میں نے لسٹ بتائی ہے پچاس ایسی پیسٹیسائیڈ ہیں جس کے اوپر ہم نے پابندی لگا دی ہے اور ڈی ریگولیٹ کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی پرائم منسٹر صاحب ایک پالیسی اناؤنس کی ہے کہ وہ پیسٹیسائیڈ جو کہ ان کے اپنے ملک میں استعمال ہوں گی اور دو سال سے استعمال ہو رہی ہوں گی اور جن کے کوئی نقصانات نہیں ہوں گے ان کو اس ملک میں در آمد کیا جا سکے گا اور کوئی بھی ایسی پیسٹیسائیڈ جو کہ ہمارے ماحول، ہماری فصلوں اور ہماری انسانی جانوں کے لئے بیماریاں پیدا کرتی ہیں، نقصان دہ ہوں ان کو اس ملک میں نہیں لایا جائیگا۔

جناب چیئرمین: آپ بتائیں ناں وہ کون سی ہیں۔

جناب محمد افضل خان: جناب والا! میں یہ اس وقت عرض نہیں کر سکوں گا، پورا وہ تراشہ بھی میرے سامنے نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: تراشے میں بھی یہ وضاحت نہیں کی گئی۔ وہاں بھی لکھا ہوا ہے جو آپ نے ساتھ لگایا ہے At least two out of the twelve most poisonous pesticides that report on the initial prior informed consent list at the meeting of the experts FAOUNEP held in Rome are being used in Pakistan. وہ کون سی ہیں وہ نہیں بتا رہے۔

راجہ محمد افضل خان: دوسری بات یہ ہے کہ خود ہی انہوں نے ایڈمٹ کیا ہے کہ کچھ ایسی دوائیں ہیں جو آ رہی ہیں اور ہم ان کو پھر دیکھ رہے ہیں کہ ان کو یہاں در آمد نہ ہونے دیا جائے۔ اگر یہ اس بات کی یقین دہانی کراتے ہیں کہ ایسی دوائیں اگر کوئی آ رہی ہیں اور وہ اس پر دوبارہ سوچ بچار کر رہے ہیں کہ ان کو امپورٹ نہیں کیا جائے گا تو پھر اس کے بعد میں پریس نہیں کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ یقین دہانی کرائیں گے۔

رانا نذیر احمد خان: جناب چیئرمین! میں معزز سینٹر کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ وہ پیسٹیسائیڈ اور وہ زہر کہ جو صحت کے لئے نقصان دہ ہو گا اور قوم کے مفاد میں نہیں ہو گی اس کو ڈی ریگولیٹ کر کے اس پر پابندی لگا دی جائے گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ ناٹ پریسڈ۔

حافظ حسین احمد: میں کہہ رہا ہوں کہ وہ کون سا زہر ہے جو صحت کے لئے صحیح ہے۔

جناب چیئرمین: یہ ٹیکنیکل سا مسئلہ ہے اس پر میں بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

پروفیسر خورشید احمد: ایسا نہیں ہے کہ یہ مشکل معاملہ ہے۔ اس کے اوپر بڑی رپورٹس مغربی ممالک کے اندر ہیں اور مغربی ممالک نے چھ چیزوں پر اپنے ہاں قانوناً روکا ہے۔ ایسا آپ بھی کر سکتے ہیں۔

Mr. Chairman : So this is not pressed. Next Syed Iqbal Haider on the notice issued to Mr. Abdul Sattar Edhi from the Income Tax Department.

Syed Iqbal Haider : Dropped.

Mr. Chairman : This has been dropped.

Mr. Chairman : Mr. Asif Fasihuddin Vardag on the report of misbehaviour of police who have been participating in the procession organised for the ownership rights of G-6 quarters.

Mr. Asif Fasihuddin Vardag : Dropped.

Mr. Chairman : This has been dropped.

Mr. Chairman : Next is Mr. Akhunzada Behrawar Saeed on the reported statement of the U.S. House of Representatives Committee on Foreign Affairs for recognising an independent sexual State of Pakistan. Mr. Akhunzada Behrawar Saeed.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed : Sir, I beg to move that the proceedings of the House may be stopped and the U.S. statement with regard to Pakistan may be taken into consideration as it is of immense importance and is of national interest.

Mr. Muhammad Siddiq Khan Kanjo : Sir, I oppose it.

جناب چیئرمین: It is being opposed. ایڈ مسبلٹی پر بتائیں جی کیا سٹیٹمنٹ ہے؟

اخوانزادہ بہروز سعید: جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ ۱۶ ستمبر کے اخبار میں چھپا ہے۔ امریکہ کے ہاؤس آف ریپریزنٹیٹوز میں بحث آئی ہے اور وہاں کے نامور اراکین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور از خود ناصح بن کر ہمیں پاکستان کو نصیحت کرتے ہیں کہ پاکستان کو ایک سوشل ڈیموکریٹک اور سیکولر سٹیٹ بننا چاہیئے۔ جانتے ہوئے کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ مگر اس کے باوجود اتنے وہ آگے بڑھے ہیں جنگ کے بعد جس میں روس ٹوٹ گیا ہے کہ اب وہ اس حد تک بھی سوچتے ہیں کہ کس ملک میں کون سا نظام حکومت

ہونا چاہئے۔ خاص کر ہمارا نوٹس تو انہوں نے اس طرح لیا ہوا ہے کہ وہ ہمیں یہ نصیحت اب کھلم کھلا کرتے ہیں کہ ہم اپنا جو نظریاتی طریقہ کار ہے؛ قرآن و سنت کی پابندی، اللہ کے احکام سب کو ترک کر کے وہی شروع کریں جو بش صاحب فرمائیں گے یا ابراہیم صاحب کہیں گے یا واشنگٹن صاحب کریں گے۔ میں یہ پوچھتا ہوں امریکہ کو ایسا حق کب حاصل ہے اور کیوں حاصل ہے۔ جناب والا! قصور ہمارا بھی کچھ ہے۔ جب پاکستان بنا اور ہمارے پاس دو انویٹیشنز آئے، ایک مغرب سے ایک مشرق سے، ہم نے مغرب کو سینے سے لگایا۔ اس لئے کہ وہ ہم سے چار پانچ ہزار میل دور تھا اور پھر اس کی سزا اس وقت تک ہم بھگت رہے ہیں۔ ہم نے ان پہ اعتماد کیا کہ شائد یہ اہل کتب ہیں۔ ہم نے دھوکہ کھایا۔ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ بھی ہندو کی طرح بغل میں چھری منہ میں رام رام والے ہیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ وزیر صاحب سے مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ اس قرارداد کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھتے ہیں ناں کیا کہتے ہیں۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: مگر افسوس ہے، بھی آج واشنگٹن سے ہو کے آئے ہیں، شاید ان کو اس کا ترجمہ کچھ اور قسم کا دیا گیا ہو گا۔

جناب چیئرمین: پوچھ لیتے ہیں ناں۔ تاریخ میں جانے کی ضرورت نہیں ہے، اس کی ایڈمسبلٹی پر بات کریں۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: جناب پاکستان نظریاتی مملکت ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے کہا کہ نظریاتی مملکت ہے۔ آپ کے حقوق ہیں۔ آپ ایک انڈیپنڈنٹ ساورن soverign ملک کے باشندے ہیں۔ کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ آپ کے نظام میں، آپ کے سیاسی نظام میں یا کسی کانسٹی ٹیوشنل نظام میں مداخلت کرے آپ ایک اسلامی ملک ہیں آپ کے اپنے۔۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: میں آگے بڑھتا ہوں جناب۔۔

جناب چیئرمین: نہیں آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں ہے ناں۔ ایڈمسبلٹی پر بات ہو رہی ہے۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: ایڈمسبلٹی یہی ہے جناب کہ وہ یہ دیکھے کہ اس نے کیلیفورنیا میں اس کالے کو موٹر سائیکل پر پکڑ کے، سفید تھے انہوں نے اسے مارا پیٹا۔

جناب چیئرمین: تو آپ کی آرگومنٹ یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے مارا لہٰذا یہ ایڈمسبل ہے کہ ٹھیک ہے مار آپ نے بات کہہ دی ہے ناں۔ آپ کو آرگومنٹ مان لی ہے ناں ہم نے۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: جناب یہ امریکہ جس کے ہم بڑے مداح ہوتے تھے خدا کے لئے کچھ تو ہمیں کہنے دیں۔ میں نے کچھ اور کہنا ہے۔

جناب چیئرمین: اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ناں۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: ایک اور اجازت دیں ناں۔

جناب چیئرمین: ہاں وہ بھی بات کرلیں۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: آپ مان گئے ہیں ناں کہ وہ جو کہتے ہیں کہ ابراہیم کہتا ہے کہ میں مر جاؤں گا مگر اس کو کہنے دوں گا۔ وہ ابراہیم کا ملک اب کیا کرتے ہیں کہ قانون پاس کرواتے ہیں کہ امریکہ کو اب یہ اختیار حاصل ہے کہ جس ملک میں چاہے اس کو غنڈہ نظر آئے، چاہے وہ جتنا بھی شریف ہو اس کو پکڑ کے امریکہ میں لے جائے گا۔ جناب والا! کیوں اس کا یہ حوصلہ بڑھایا ہے۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اب دو ہی نظریئے ہیں اسلام اور غیر مسلم۔ قرآن کا وہ حکم ثابت ہو گیا۔ یہ غیر مسلم کا لیڈر ہے۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور اپنی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر ہو سکے تو اپنے سارے تعلقات امریکہ

کے ساتھ ختم کر دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جناب صدیق کانجو صاحب۔

Mr. Muhammad Siddiq Khan Kanjo : Thank you Mr. Chairman. Sir, before I proceed to really oppose the motion which I will. The honourable Senator who is a very senior colleague, I think whatever he has said about the sovereignty independence of our country I totally agree with that Sir, and in the light of that I only want to state here before you, Sir that the honourable Senator has been misled by this Article which appears in the Frontier Post in which it is said that the administration in Congress have reached an understanding that Pakistan should be transformed into a modern democratic secular State based on the pillars of reformism, secularism and capitalism. Whereas, the fact is Sir, that no such understanding has been reached between the administration in the Congress in the United States. However, during discussion in the Congress regarding policy guidelines for the prospects of providing assistance under the foreign assistance authorization Bill it was felt that USA assistance should be given to strengthen Pakistan's democratic institutions, foster economic development with increased reliance on free market principle and foreign investment, promote narcotic control and further US according to what they have said non-proliferation objectives as a democratic stable Pakistan. Firm political and economic tie with the US was important for regional stability in South Asia. Nowhere Sir, is there a reference to encouraging secularism in Pakistan. The discussion in the Congress for giving US assistance concern guidelines for future US assistance which in any case are not applicable to Pakistan right now because we are already hit by the Presslor amendment and Sir, I think, through you, I would take the entire House into confidence and you for yourself also know it Sir, that Pakistan is committed to its national interest, that is the almost national interest, we have and we will be putting up our point of view over all issues keeping our national interest intact and I assure the honourable Senator Sir, that if at any stage such a thing arised, he will not see the present government lagging behind, so with this explanation Sir, I expect that the honourable Senator would not press the motion. Thank you Sir.

جناب چیئرمین: جی جناب، بہرہ ور سعید صاحب۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اگر یو ایس کانگریس میں کسی نے کوئی بات کہی ہے تو اس کا حکومت پاکستان سے کیا تعلق ہے۔ وہ ان کا نقطہ نظر ہے۔ حکومت کا اپنا نقطہ نظر ہے۔

چوہدری امیر حسین: جناب، میں آپ کی اجازت سے Kaul کو quota کروں گا۔

Page 420,

'conduct of a foreign government as also events in foreign country over which the government has no jurisdiction can not be discussed on an adjournment motion.'

جناب چیئرمین: جی ہاں۔ یہ انکا نقطہ نظر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کا نقطہ نظر کسی اور ملک کو پسند نہ آئے۔ اب وہ کہیں کہ جی ہم تحریک التواء پیش کرتے ہیں کیونکہ پاکستان کی یہ پالیسی ہے تو یہ کس حد تک درست اور جائز ہے۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: اصل میں وزیر صاحب اور میں، خوشی قسمتی یا بد قسمتی سے وکالت بھی کرتے ہیں تو کتاب کا سہارا زیادہ لیتے ہیں Kaul کو پیش کرتے ہیں۔ Seervai کو پیش کرتے ہیں Lamb کو پیش کرتے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ یہ ملک ہے ہمارا۔ اس کے ساتھ نہ Kaul کا تعلق ہے نہ ٹول کا تعلق ہے۔ جناب والا! میں اس میں زیادہ نہیں جاتا۔ میں اتنا کہوں گا۔ میں اپنے فارن منسٹر سے بہت خوش ہوں that he is doing well میں انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ اگر یہ آفر کرتے ہیں کہ اس ایوان میں فارن پالیسی ڈسکس ہو تو then I do not press it.

جناب چیئرمین: اس کی آفر تو وہ پہلے ہی کر چکے ہیں۔

Akhunzada Behrawar Saeed : Let us fix a date and discuss the foreign policy.

جناب چیئرمین: وہ تو کئی دفعہ کہہ چکے ہیں کہ میں تیار ہوں۔

Akhunzada Behrawar Saeed : Then Sir, let us fix a date.

جناب چیئرمین: لیکن ہم نے اپنا ایجنڈا دیکھنا ہے۔ یہ تو نہیں ہے کہ آپ آپس میں فیصلہ کر کے ایوان کو آپ چلائیں۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: آپ خود پیش کریں۔ تحریک پیش کریں۔

جناب چیئرمین: جب وقت آئے گا، موقع آئے گا تو ہو جائے گا۔ اب یہ تو نہیں ہوتا کہ آپ کی آپس میں بات چیت ہو جائے اور سارے ہاؤس کو hostage بنا دیں۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: جناب مجھے ان کی سٹیٹمنٹ سے اتفاق نہیں ہے۔ مجھے تسلی نہیں ہے۔ لیکن چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مخلص ہیں اس لئے میں پریس نہیں کرتا۔ لیکن ہمیں توقع ہے کہ یہ ہمیں موقع دیں گے کہ ہم اسی سیشن میں فارن پارلیسی پر بحث کر لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ بہرہ ور سعید صاحب so not pressed in the light of the statement of the honourable Minister.

جناب محمد صدیق کانجو: It is very kind of you and I am very grateful کہ سینٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں۔ مگر اس میں جب ایک بات ہوئی نہیں ہے۔ اور جس طرح کہ پارلیمنٹری افیئر کے منسٹر نے ریفر کیا۔ آپ نے خود فرمایا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے تو خود کئی دفعہ کہا ہے کہ آپ کرائیں میں تیار ہوں لیکن ہم نے اپنا ایجنڈا دیکھنا ہے۔

جناب محمد صدیق کانجو: جناب وہ علیٰحدہ ہے۔ میں اس موشن کے بارے میں عرض کر رہا ہوں کہ ان کی تسلی میں کیسے کراؤں۔

جناب چیئرمین: ان کے لئے مجھے حسن اے شیخ صاحب کو بلانا پڑے گا ادھر۔ شکریہ جی۔ Next we come back to the Sindh situation debate میر عبدالجبار خان آپ تو اپنا ٹائم دے چکے تھے وہ ختم ہو گیا۔

چوہدری امیر حسین: جناب پرائم منسٹر صاحب نے ایک Direction دی تھی کہ ۲۹ تاریخ کو ایک پالیسی Statement دیا جائے on behalf of the government regarding the adhoc appointees.

Mr. Chairman : If you are ready we would like to hear that.

چوہدری امیر حسین: جناب میں گزارش کروں گا کہ جیسے ہمارے Establishment Division کے Advisor صاحب کا Statement آیا تھا All the notices of termination issued to the adhoc appointees irrespective of any date have already been withdrawn under the direction of the Prime Minister of Pakistan.

(Thuming of the desks)

چوہدری امیر حسین: اس کے علاوہ جناب ایک Adjournment motion had come on this very point. One is before me by prof. Khurshid Ahmed under 194, detailed statement will be made on it. At this stage it was most urgent because the 30th June is coming very soon, therefore, till December 1992, nobody will be dismissed or services of any adhoc appointee will not be terminated and legislation will be made accordingly with the consultation of the honourable members in this House and this House is sovereign to legislate the law in this regard.

Mr. Chairman : Thank you.

پروفیسر خورشید احمد: میں welcome کرتا ہوں وزیر صاحب کے اس بیان کو اور

انہیں بھی اور کیبنٹ کو بھی اس بات پر مبارک باد دیتا کہ انہوں نے سٹینڈ لیا۔ وزیر اعظم کو بھی لیکن ہم اسے دو پہلو سے دیکھیں۔ ایک تو یہ تھا کہ نوٹس ۳۰ جون کے لئے دے دیئے گئے، وہ withdraw ہو جائیں آپ نے بڑا اچھا کیا یہ کر لیا۔ لیکن دوسری ہم نے یہ بات کہی تھی کہ جو چیز آپ قانون میں لا رہے ہیں ڈاکٹرز کے لئے۔ یہ صرف ڈاکٹرز نہیں بلکہ بلا تخصیص تمام ایڈہاک ایمپلائز کے لئے اختیار کریں اور اس طرح اختیار کریں کہ objective cut off date ہو۔ مثلاً دو سال پہلے تک جتنے بھی appointments ہوئے ہیں cover ہو جائیں اور آئندہ کے لئے ایڈہاک پر پابندی لگ جائے۔ تو کیا آپ ان دونوں کو cover کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: بہر حال جی this is not a question and answer session آپ اس پر غور کریں جب یہ لیجسلیشن آئے گی then you make a statement جی جناب جبار صاحب کا تو ٹائم ختم ہو چکا تھا۔ خواجہ محمد آصف صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کل تک پتہ نہیں جاتا ہے یا نہیں جاتا۔ دیکھیں گے اگر چلا گیا تو دیکھ لیں گے۔ جناب حامد گیلانی صاحب۔ جناب حسین اے شیخ صاحب جناب راجہ محمد افضل صاحب۔

راجہ محمد افضل خان: جناب چیئرمین۔ آپ کی بڑی مہربانی شکریہ۔

جناب چیئرمین: حافظ حسین احمد صاحب۔ شاید آپ کی باری آج ہی آپ جائے اور کل تک شاید نہ چل سکے۔ اس لئے تیاری رکھیں۔ کل کا پتہ نہیں کیونکہ ہم چاہیں گے کہ جتنی جلدی ختم ہو جائے۔ آج اگر ختم ہو سکے تو کوشش کریں نا کیونکہ آپ کی تقریر ضروری ہے اگر ہو جائے تو اچھا ہے۔

حافظ حسین احمد: آج میں جارہا ہوں۔

جناب چیئرمین: اگلا موقع میں آپ کو دے دیتا ہوں۔ آپ اپنی تقریر کرلیں۔ جی جناب راجہ افضل صاحب۔

FURTHER DISCUSSION ON SINDH SITATION

راجہ محمد افضل خان: میں نے اپنا نام تو بہت آخر پر دیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ایک آدھ دن بعد میری باری آئے گی۔ مجھے نہیں معلوم تھا کو میری باری آج آجائے گی۔ بہر حال آپ کا حکم ملا ہے۔ بڑا حساس ایشو ہے جس پر گزارشات کرنی ہیں۔ تو میں آج سندھ situation جس کرب کے عالم سے یہ ملک و قوم گزر رہی ہے اس پر یہ عرض کروں گا کہ

اٹھی ہے لال آندھی اس چمن میں
محبت کے شجر گرنے لگے ہیں
ہے بربادی کی زد میں آشیانہ
سنبھالو دیوار، در گرنے لگے ہیں

جناب والا! مجھ سے پہلے بہت ہی عالمانہ فاضلانہ انداز میں مدلل گفتگو اس ایوان کے اراکین نے کی۔ میں کوشش کروں گا کہ کوئی بھی ایسی گزارشات نہ کروں جو غیر متعلقہ ہو یا جس میں کوئی تکرار ہو۔ بہت سے لوگوں نے اس ایکشن کی justification کچھ نے مخالفت میں اظہار خیال کیا۔ لیکن میں گزارش کروں گا کہ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اصل میں وجہ کیا ہے root cause کیا ہے۔ وہ صوبہ جو کبھی سب سے زیادہ محبّ وطن تھا جہاں پر سب سے زیادہ محبتیں تھیں نفرتیں نہ تھیں وہ شہر جو روشنوں کے شہر تھے آج وہاں کرب و بلا کی حالت کیوں کر ڈیویلپ ہوئی۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ اصل مسئلہ محرومی کا ہے جب جہاں محرومیاں آتی ہیں تو وہاں پر political situation کو exploit کیا جاتا ہے ہوا کیا کہ سندھ کے بڑے بڑے شہروں میں بہت سی Industires لگیں۔ وہاں پر development ہوئیں اور

اندرون سندھ میں یہ کام نہ ہوپایا۔ جناب والا' یہ بات نہیں تھی کہ وہاں پر کوئی اس کی خاص وجہ تھی یا کسی حکومت نے یہ ہونے دیا اصل بات یہ تھی کہ ایک feudal سوچ ایک feudal club جس نے اس ملک کی سیاست کا تمام کا تمام بیڑا اٹھائے رکھا اس نے لوگوں کو محرومیوں کا شکار کیا اب میں گزارش یہ کروں گا کہ جس جگہ پر جہاں پر Industry لگتی ہے وہاں پر کچھ نہ کچھ social security میں کام ہوتا ہے وہاں لوگوں کو کچھ نہ کچھ social security ملتی ہے Industrialist شاید یہ کوئی اچھی کلاس نہیں ہے نہ میں اس کی کوئی وکالت کرنا چاہتا ہوں لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ taxes جو ہیں شاید اس میں چوری بھی کرتے ہوں گے لیکن contribute کرتے ہیں اپنی جو labour class ہے ان کے بچوں کے لئے سکول بھی تعمیر کرتے ہیں وہاں پر ان کی رہائش کے لئے کوراٹر بھی دیتے ہیں ان کی صحت کے لئے اچھا نہ سہی برا کوئی ہسپتال بھی دیا جاتا ہے لیکن جناب والا' اس ملک میں feudal class جو ہے ایک ایک لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین ان کے پاس ہے چھ چھ سات سات ہزار ہاری ان کے پاس موجود ہیں لیکن اپنے کسی ہاری کے بچے کی بیماری کے لئے' کسی اپنے مزدور کے بچے کے علاج معالجے کے لئے سکول کے لئے کبھی کچھ نہیں ہوا۔ یہاں تک نہیں ہوا جناب والا! کہ اس کلاس کو تمام taxes مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ایک پلاننگ کے تحت اس کلب نے جس کو میں ایک poltical club بھی کہوں گا feudal club نے اندرون سندھ میں development نہیں ہونے دی اب آ گیا مسئلہ کہ جناب غریبوں کے لئے کیا تو کچھ نہیں اب ان کا ووٹ بھی لے لیں ووٹ کیسے حاصل کر رہے ہیں تو جناب حاصل کیا گیا resentment کے تحت' وہاں پر ایک علاقائی اور قوم پرستی کی تحریکیں چلائی گئیں اور resentment کے تحت وہاں پر آج تک ووٹ حاصل کیا جاتا رہا سب سے پہلے یہ جو سندھ کارڈ استعمال ہوتا ہے یہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی ایک خاص سوچ تھی جنہوں نے

لسانی جھگڑا پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں وہاں شروع کرایا۔

(مداخلت)

راجہ محمد افضل: جناب والا! یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ اس وقت Prime Minister کون تھے اس وقت وہاں کے Chief Minister کون تھے اگر question کرتے ہیں تو بے شک کرتے رہیں یہ ایک حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا جناب' یہ آپ کہہ سکتے ہیں talented cousion ہیں میں نام بھی لے سکتا ہوں لیکن نام نہیں لے رہا ہوں کیوں کہ یہاں پر اتنے باشعور لوگ مجھ سے زیادہ تاریخ پر عمیں نظر رکھنے والے بیٹھے ہیں تو بات سمجھ میں آجاتی ہے تو سب سے پہلے وہاں پر یہ شروع ہوا اس کے بعد ایک بات یہیں اسی ایوان میں آج کچھ دوست اس Army action کی تعریف کر رہے ہیں لیکن اسی ایوان میں یہاں front line میں ابھی بھی ایک معزز سینٹر تشریف رکھتے ہیں جنہوں نے Presidential Address پر debate میں حصہ لیتے ہوئے یہ کہا تھا کہ جناب فوج کے اعلیٰ افسر جو ہیں ان کا ڈاکوؤں سے میل ملاپ ہے اسی ایوان میں اب بھی وہ سینیٹر یہاں ایوان میں موجود ہیں انہوں نے ایک لفٹیننٹ کرنل کا نام لیا اور کہا کہ جیل میں وہ ملتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ایک انفرادی کیس ہو گیا جس طرح وہ میجر صاحب جو ملوث پائے گئے۔

راجہ محمد افضل: نہیں جناب فوج کا نام لیا اور یہاں تک جناب چیئرمین انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جو اسلحہ کی recovery ہو رہی ہے وہ تمام کا تمام اسلحہ جو ہے وہ آرمی کی ایک فیکٹری کا بنا ہوا ہے یہاں تک فوج کے خلاف نفرت پھیلانے کی بات اسی ایوان میں کی گئی اب بھی وہ سینیٹر اس ایوان میں موجود ہیں اور تشریف فرما ہیں جناب جتوئی صاحب' یہ ان کی Presidential Address پر تقریر تھی تو جناب والا یہ بھی ایک resentment کی

بات تھی اب Army action میں دوالفقار علی بھٹو propose کرتے ہیں وہاں پر Army action ہوتا ہے تو جناب والا بھٹو صاحب تقریر فرماتے ہیں یہ میں گزارشات اس لئے کر رہا ہوں کہ آرمی کو بھی تھوڑا سا اپنی تاریخ کے جھروکوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیئے کہ جب بھی کوئی کبھی ایکشن ہوا اس کے بعد کیا ہوا اس کے بعد سیاسی قوتوں نے ہمارے ساتھ سلوک کیا گیا تو جناب والا جب ایکشن ہوتا ہے تو بھٹو صاحب برملا national lookup پر اور اپنے تمام پاکستانی National Press میں بیان دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو بچا لیا ہے آرمی ایکشن ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں ملک بچ گیا پھر جناب کیا ہوتا ہے ڈھاکہ کا dehaele ہو جاتا ہے تو اس کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت ہوتی ہے تو نیشنل ھک اپ پر ایک رات کو جرنیلوں کے سر پر وہاں جوتے لگتے جاتے ہیں ایک طرف یہ بیان کہ جناب والا اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو بچا لیا اور فوج کی تعریف اور اگلے دن جب ڈھاکہ fall ہو جاتا ہے تو جناب یہ منظر ٹی وی پر پوری قوم نے دیکھا اور ٹی وی سنٹرز کو لوگوں نے فون کئے کہ ہم ان ٹی وی سنٹرز کو جلا دیں گے تو تب جا کر یہ process رکا اور آج بھی جناب اس سے کچھ جماعتیں اس سے کچھ گروپس' achievements حاصل کرنا چاہ رہے ہیں تو جس طور سے میں گزارش کر رہا تھا کہ وہاں اب سندھ کی حالت اب دو طریقوں کی ہو گئی ایک ار بن ایریا' ایک رورل ایریا ار بن ایریا میں developments ہوئیں leteracy کی percentage بڑھی لوگوں کو نوکریوں کی زیادہ تلاش ہوئی تو جناب وہاں پر وہ لوگ جس کو آج ہم ایم کیو ایم کہتے ہیں شاید ان میں تخریب کار بھی ہوں گے تشدد بھی کرتے ہوں گے لیکن جناب ان کا اجتماع جو ہوا ہے وہ بھی محرومی کے نتیجے میں ہوا ہے کسی صوبہ میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ہے کہ جناب ار بن ایریا اور رورل ایریا میں کوٹہ ہو نہ بلوچستان میں ہے نہ Frontier میں ہے نہ پنجاب میں ہے لیکن ایک صوبے کے Urban Area کے ساتھ یہ سلوک کرنے

سے natural تھا کہ وہاں پر resentment آئے۔ اور وہاں پر وہ لوگ مہاجر کے نام سے یا کسی اور نام سے اکٹھے ہوئے۔ جہاں تک تخریب کاری اور تشدد کا تعلق ہے یہ ان سے پہلے بھی ہمارے ہاں کچھ جماعتوں میں پایا جاتا رہا ہے۔ جناب یہ جو تشدد ہے تخریب کاری ہے سب سے پہلے پاکستان میں متعارف کروائی ہے' میں دیانتداری سے یہ بات کر رہا ہوں اس سے پہلے نہیں تھی' یہ پاکستان پیپلز پارٹی نے کروائی ہے۔

سید عبداللہ شاہ: کوئیسچن۔

راجہ محمد افضل خان: اس سے پہلے کم از کم یہ بات اس ملک میں نہ تھی۔ کوئیسچن کس کس بات پر کرینگے آپ بے شک کہتے رہیں کہ افغانستان میں پروفیسر خورشید صاحب کی جماعت جو ہے وہ جہاز کو لے گئی تھی لیکن پوری قوم کو پتہ ہے' پوری دنیا کو پتہ ہے کون لے گیا تھا ابھی یہ سنگاپور کا جو واقعہ ہوا ہے وہ بھی مجھے پتہ ہے کہ کس طریقے اسے اس کو حاش اپ کر دیا گیا ہے جناب والا سنگاپور کے جہاز میں ایک آدمی جو مارا گیا ہے وہ میرے حلقے کا تھا جہاں ان کی ٹریننگ ہوئی وہ بھی مجھے پتہ ہے۔ میں کسی قصہ پارینہ کو یہاں دہرانا نہیں چاہتا لیکن یہاں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا آج فوج جو بھی اقدام کر رہی ہے بڑی ہوش سے اور سمجھ داری سے کرنے ہیں جیسے میں دو مثالیں پہلے دے چکا ہوں آج وہی لوگ جو آج appreciate کر رہے ہیں کل انہوں نے اس کو فوج کے خلاف ایک ایشوز فریم کرنا ہے اور اس حکومت کے خلاف یہ ایشو فریم کرینگے فوج میں جو ارباب اختیار ہیں ان سے میری گزارش ہوگی کہ وہاں پر بالکل مساویانہ سلوک کیا جائے تمام لوگوں سے جو تخریب کار ہیں وہ چاہے کسی جماعت سے ہیں مسلم لیگ سے ہیں تب بھی وہ تخریب کار ہیں جنہوں نے عقوبت خانے کھولے ہوئے ہیں وہ چاہے کسی جماعت سے ہیں وہ بھی تخریب کار ہیں وہ بھی ملک دشمن ہیں ان کے ساتھ برابر کا سلوک کیا جائے میں عرض کر رہا تھا کہ یہ سندھ

کارڈ سب سے پہلے بھٹو صاحب نے ہاتھ میں پکڑایہ ٹرمپ ان کے ہاتھ میں تھے کہ جب کبھی کوئی وقت آیا تو جتنی patriot قوتیں ہیں ان کو دکھادو نگا بابا مان لو ہمیں ورنہ ہم جانے کے ہیں۔ آج اسی طریقے سے باقی لوگوں نے بھی کیا۔ آج جی ایم سید ہیں اس کے علاوہ ممتاز بھٹو صاحب اور پیرزادہ صاحب نے جو نئی جماعت بنائی ہے ان تمام کے منشور آپ دیکھیں وہاں آپ کو حب الوطنی بھی نظر آئے گی اور آپ کو یہ بھی سمجھ آئے گی کہ ایک علاقائی اور قوم پرستی پر انہوں نے اپنے اپنے منشور تیار کیے ہیں وہاں انہیں نے محرومیت خود دی ہے وہاں کی لیڈر شپ نے اپنے لوگوں کو 'اپنے ہاریوں کو لیکن وہاں پر یہ شور اٹھایا جاتا ہے ووٹ لینے کے لئے کہ یہ محرومی کا شکار آپ فلاں صوبے کی وجہ سے ہیں پنجاب کی وجہ سے ہیں۔ پاکستان کی فوج کی وجہ سے ہیں وہاں ایک resentment کا ووٹ حاصل کرنے کے لئے تمام جماعتیں جو ہیں تین چار جن کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس طریقے سے یہاں مینڈیٹ لے کر آئی ہیں۔ جناب والا! اس بات پر اس حکومت کو جو بڑی جماعتیں ہیں جن میں محبّ وطن لوگ ہیں مل بیٹھ کر سوچنا ہوگا یہ جو آج علاقائی 'لسانی اور قوم پرستی جو جو جماعتیں کام کر رہی ہیں وہ اس ملک کے لئے کیا کنٹری بیوٹ کر رہی ہیں۔

فوج ایک قومی ادارہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ فوج نے ہر آڑے وقت میں ملک کا دفاع بھی کیا' قربانیاں بھی دیں' ٹینکوں کے نیچے آکر شہادتیں بھی نصیب ہوئیں لیکن ان سے یہ پولیٹیکل لوگ کچھ نہ کچھ ایسے کام کرواجاتے ہیں کہ پھر انہیں قوم کے سامنے کہیں نہ کہیں شرمندہ بھی ہونا پڑتا ہے۔ میں جیسے عرض کر رہا تھا کہ بھٹو صاحب نے وہاں ایکشن کروایا۔ جناب ۷۷ء میں ایک تحریک چل رہی تھی تو ائیر مارشل اصغر خان صاحب نے تمام چیفس کو خط لکھ دیئے۔ ائیر چیف 'نیول چیف کو اور آرمی چیف کو خط لکھے جناب 'آپ محبّ وطن تب ہیں ان حالات میں ملک کا نظم و نسق سنبھال لیں آج وہی اصغر خان صاحب کہاں

بیٹھے ہیں کن لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہیں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہیں جنہوں نے ڈھاکہ میں فوج کشی کروائی تو گزارش یہ ہو گی کہ آج لمحہ فکریہ ہے سوچنے کی بات ہے یہ ایک اعلیٰ فورم ہے اس پر جس قسم کی باتیں ہوتی رہیں وہ اگر میں کروں یہاں پر کسی نے جواب نہیں دیا شاید اس لئے کہ اس ہاؤس کا اپنا ایک وقار ہے اپنی sancitity ہے یہاں پریذیڈنشل ایڈریس پر تقریریں ہوئیں ان کا بھی جواب دے سکتے ہیں۔ یہاں میں پہلے دن آیا تو ہوتی صاحب نے مجھے کہا کہ صحافیوں سے ہم نے بات کی ہے کہ نیشنل اسمبلی اور سینٹ میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں تو ہوتی صاحب مجھے کہنے لگے کہ وہ لوگ کہنے لگے وہ لوگ الجھے ہوئے ہیں اور آپ سلجھے ہوئے ہیں اس لئے ایک ایک بات کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا تا کہ ہوتی صاحب کا اس ہاؤس کے متعلق جو بھرم ہے وہ قائم ہی رہے لیکن یکطرفہ گفتگو یہاں پر اکثر ہوتی ہے تو میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا آپ کا جو وقت لیا ہے آپ نے مہربانی کی ہے آپ کی بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی راجہ افضل صاحب، ڈوگی صاحب آپ کا وقت لے گئے تھے گو ہماری روایت نہیں ہے لیکن میں نے کہا کچھ تھوڑا سا دے دیتے ہیں اس کے بعد برکات احمد صاحب۔

سید برکات احمد شاہ: جناب چیئرمین اس موضوع پر بڑی سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور اب وقت بھی اتنا کم رہ گیا ہے میں نہایت مختصراً چند الفاظ اس کے متعلق کہنا چاہوں گا پہلے تو میں اس چیز کی تشریح کرنا چاہوں گا کہ جو خدشات ظاہر کئے گئے ہیں فوج کے ادارے کے متعلق وہ بہت حد تک خدشات ہی ہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ آرمی ایکشن ایسٹ پاکستان میں کامیاب نہیں ہوا تھا یا بلوچستان میں کامیاب نہیں ہوا لیکن آرمی ایکشن جو مشرقی پاکستان میں ہوا اور جو یہاں پر ہو رہا ہے ان کے حالات ایک جیسے نہیں ہیں۔ مشرقی پاکستان کی

ساری آبادی جو تھی وہ پاکستان کے خلاف تھی جب کہ موجودہ حالات میں سندھ کی ہر ایک پارٹی نے سوائے اس کے کہ جو خود اس میں ملوث ہے اس چیز کا خیر مقدم کیا ہے اور ہمارے ہاؤس نے بھی یہی تاثر دیا ہے شاید یہاں پر کوئی ایسا آدمی ہو گا جو آرمی ایکشن سے مطمئن نہیں ہے۔ ایسٹ پاکستان میں جو کچھ ہوا اس پر میں وقت کی کمی کی وجہ نہیں کہونگا میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ایسٹ پاکستان نے علیحدہ ہونے کے بعد کچھ حاصل نہیں کیا۔ میں ابھی ایشیاء میگزین میں دیکھ رہا تھا اس وقت یہاں ویسٹ پاکستان میں پر کیپٹا انکم (percapita income) جو ہے اب ساڑھے چار سو ڈالر سے بڑھ کر ۵۰۰ ڈالر کے قریب قریب پہنچ رہی ہے۔ اس کے مقابلے میں ایسٹ پاکستان کی per capita income وہ اس وقت مشکل سے دو سو ڈالر ہے۔ ہندوستان کی تین سو ڈالر ہے۔ باقی چیزوں کے اعداد شمار کے متعلق بھی آپ دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ان کی ترقی تقریباً رک چکی ہے اور پاکستان کے مقابلے میں وہ بہت ہی پیچھے رہ گئے ہیں۔ تو اس لحاظ سے جس صوبے کے لوگ خدانخواستہ یہ بات سوچتے ہیں کہ علیحدہ ہو کر خوشحال ہو جائیں گے ' یہ ان کا وہم ہی ہے اور خیالات ہی ہیں۔ اصل میں یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ امر واقعہ یہی ہے کہ جس طریقے سے یہ ملک کشمیر سے لے کر بلوچستان اور سندھ تک ' یہ اکٹھا رہ کر ہی خوشحال ہو سکتا ہے۔ ہم سب ایک ہی ویلی کے رہنے والے ہیں۔ ہمارا تمدن ایک ہے ' ہماری تہذیب ایک ہے اور ہم اکٹھے رہ کر ہی کچھ حاصل کر سکتے ہیں ' اگر یہ کوئی سمجھے کہ ہم علیحدہ ہو کر حالات کو ٹھیک کر لیں گے تو یہ امر واقعہ نہیں ہے۔

آرمی کے متعلق میں ' عرض کرنا چاہوں گا۔ اس کے متعلق یہ سوچنا کہ ہم اس میں کامیاب ہوں گے یا نہیں ہوں گے۔ اگر کامیاب نہیں ہوں گے تو کیا بنے گا۔ یہ بھی ایک منفی سوچ ہے۔ ابھی تک جو نتائج آرہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی تک صحیح

راستے پر چل رہے ہیں لیکن یہ صحیح ہے جیسے کہ دوسرے دوستوں نے بھی کہا ہے کہ آرمی کو محتاط ہونا چاہیئے۔ ایسٹ پاکستان میں جو کچھ ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ میں ان واقعات کو ذاتی طور پر جانتا ہوں کیونکہ میں ایک ایسی جگہ کام کر رہا تھا جہاں پر پبلک سے واسطہ رہتا تھا۔ وہاں بہت سی باتیں آرمی سے ایسی سرزد ہوئیں جن کے وہ شاقی تھے۔ انہی وجوہات کی بنا پر وہ لوگ ہم سے علیحدہ ہو گئے ورنہ اگر ان کا ڈسپلن ٹھیک ہوتا اور وہاں کی پبلک کے ساتھ مل کر چلتے تو وہ حالات پیدا نہ ہوتے جن کی وجہ سے وہ الگ ہوئے۔ میرا کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی مارشل لاء لگتا ہے یا آرمی ٹیک اوور کرتی ہے تو اس کے جو نیئر افسر جو ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم شاید اس علاقے کے مالک بن گئے ہیں اس لئے ان سے بعض دفعہ ایسی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں جو نہیں ہونی چاہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آرمی کو خصوصاً اس چیز کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہاں کی پبلک کو کسی صورت میں بھی annoy نہ کرے اور اپنا جو ایکشن ہے وہ ایسی حد تک محدود رکھے جتنی کہ اس کی ضرورت ہے۔

احساس محرومی کے متعلق بھی بہت ساری باتیں ہوئی ہیں اور اس کے لئے کئی تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں 'احساس محرومی' جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں 'اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب یہاں پر کوئی آمر آکر اس ملک پر حکومت کرنے لگتا ہے۔ جب ایوب خان آئے تو احساس محرومی سب سے زیادہ مشرقی پاکستان میں پیدا ہوا انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ لوگ ہمیشہ ہمارے اوپر قابض رہیں گے اس لئے انہوں یہ فیصلہ کر لیا کہ ہم ان سے علیحدہ ہی ہو جائیں گے۔ جب دوسرا آمر آیا تو احساس محرومی سندھ میں پیدا ہو گیا۔ لیکن اگر آپ اس کو اس کے facts and figures کو سامنے رکھ کر دیکھیں کہ کہاں تک سندھ میں احساس محرومی پیدا ہوا ہے اور اس کی کیا وجوہات ہیں۔ اس لئے معلوم ہو گا کہ سب کچھ ایک بڑے صوبے

نے حاصل کر لیا ہے یہ بڑی حد تک درست نہیں ہے فوج کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں بہت بڑی تعداد پنجابیوں کی ہے لیکن اگر آپ اس کے اعداد و شمار کو دیکھیں، اگر آپ اس کو آبادی کی بنیاد پر دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ فرنٹیئر کا جو فوج میں حصہ ہے وہ اس کے حصہ سے کہیں زیادہ ہے۔

میں پھر per capita income کے اوپر آ رہا تھا، آپ ہماری انکم کا دیکھیں، اس کا دیہاتوں اور شہروں کی انکم سے مقابلہ کریں، کراچی کے ساتھ مقابلہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں کی انکم جو ہے وہ پنجاب کے شہروں سے زیادہ ہے۔ جہاں تک غیر شہری اور دیہاتی علاقوں کا تعلق ہے اس میں آپ دیکھیں گے کہ سندھ کے بہت سے حصے ایسے ہیں جن کی انکم جو ہے پنجاب سے کہیں زیادہ ہے۔ احساس محرومی کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ وہاں پنجابیوں کی تعداد بہت آباد ہے اس کی وجہ سے وہاں یہ حالات پیدا ہوئے ہیں۔ اس کے متعلق بھی پہلے تھوڑا سا اشارہ کیا تھا کہ وہاں پر جا کر کسی نے ان زمینوں کے اوپر قبضہ نہیں کیا بلکہ یہ وہ زمینیں تھیں جو بیراج بننے کے بعد گورنمنٹ کی زمینیں تھیں اور بڑی مشکل سے یہاں کے رہنے والے پنجابیوں کو وہاں پر آباد کیا۔

جناب والا، ہر ایک کا اپنا اپنا طریقہ محنت ہے۔ یہ بھی شاید ٹھیک ہو گا وہ پنجابی جو وہاں جا کر آباد ہوئے تھے انہوں نے وہاں جا کر زیادہ محنت کی جس کی وجہ سے وہاں زیادہ ان میں خوشحالی آئی لیکن اصل میں جہاں تک ان علاقوں کا تعلق ہے جہاں پر سندھی بھی آباد ہیں اور پنجابی بھی آباد ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی محرومی کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہاں پر ان کی جو پیداوار ہے اس کی صحیح قیمت نہیں دی جاتی۔ ابھی یہاں پر جو بحث ہو رہی تھی اس میں بتایا گیا کہ گورنمنٹ کا گندم کو خریدنے کا ریٹ جو ہے وہ ۱۲۵ روپے فی من ہے جب کہ باہر سے جو گندم منگوائی جا رہی ہے اس کا ریٹ ۲۰۰ روپے فی من ہے، بلکہ میرے اندازے کے

مطابق ۲۰۰ سے بھی زیادہ ہے۔ اصل میں پوزیشن یہ ہے کہ چاہے وہ پنجاب کا کاشتکار ہو یا سندھ کا کاشتکار ہو' امر واقعہ یہ ہے کہ ان کو اپنی products کی صحیح value نہیں مل رہی ہے۔ مثلاً آج ہم یہ یہاں پر فیصلہ کریں کہ گندم کا ریٹ وہی ہو گا جو کہ ہمارے ہمسایہ ممالک ہندوستان میں ہے یا ایران میں ہے اور جو پروڈیوسر ہے اس کو اس کی صحیح قیمت دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ خوشحالی میں کافی اضافہ ہو سکتا ہے۔ باقی احساس محرومی کے متعلق جس طرح سینٹ میں کہا گیا ہے' پنجاب میں بہت سارے ایسے علاقے ہیں جو کہ سندھ کے علاقوں سے بھی زیادہ محروم ہیں کیونکہ یہ بات کرنا کچھ آدمیوں کو سوٹ کرتا ہے وہ اس پر بات کر کے اپنی دوکانداری زیادہ چمکائیں۔ اصل میں احساس محرومی جو ہے وہ ہونا نہیں چاہیئے' معاشی لحاظ سے کم از کم میں سمجھتا ہوں کہ سندھ کی حالت فرنٹیئر سے بلوچستان سے کسی طور بھی بری نہیں ہے بلکہ ان کی معاشی حیثیت بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر بنائی جاسکتی ہے اگر ان کی مشکلات کے اوپر غور کیا جائے۔

جناب والا' جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کے بعد کیا ہو گا جب وہاں سے آرمی چلی جائے گی' میں سمجھتا ہوں کہ اس کے متعلق بھی ہمیں سوچنا تو ضرور چاہیئے لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آرمی ایک علاقہ کے اوپر مسلط رہے' اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سوچیں اس کے بعد کیا ہو گا' جیسے کہ پہلے کہا گیا ہے کہ اس بات کی بہت ضرورت ہے کہ وہاں کے عام آدمی کی حالت بہتر بنائی جائے اس قسم کی اصلاحات کی جانی چاہیں۔ اس سلسلے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہاں کے جتنے وڈیرے ہیں ان کے پاس بڑی بڑی زمینیں ہیں جو اصلاحات ہوئی تھیں اس کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑا اور ان کے پاس بہت زیادہ زمینیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ اس پر فیصلہ کر لیتی ہے کہ اصلاحات کے نتیجے میں جتنی زمینیں ملی تھیں اس سے اوپر کوئی زمین نہیں رکھ سکتا ہے' اس

پر seriously کام کیا جائے تو یہ کوئی اتنا زیادہ مشکل کام نہیں ہے کہ اس پر عمل نہ ہو سکے۔

ویسے تو احساس محرومی ہر ایک صوبے میں ہے ' ہر اس علاقے میں جہاں کے آدمی بے روزگار بیٹھے ہوئے ہیں ' یا وہ اتنے نہیں کما سکتے جتنی کہ ان کی ضروریات ہیں وہاں احساس محرومی ہے۔ میں اتنا کہوں گا کہ جیسے کہ کہا گیا ہے اور میں بھی دعا گو ہوں جس آپریشن کے لئے وہاں آرمی آگئی ہے ' وہ کامیاب ہو۔ اگر وہ مکمل طور پر اس کو aliminate نہ کر سکے تو بھی کم از کم یہ امید آدمی رکھ سکتا ہے کہ بڑی حد وہ اس پر قابو پالیں گے اور اس کے وہاں پر جو آدمی بھی جرم کر رہے ہیں وہ اس حد تک کمزور ہو جائیں گے ' ممکن ہے کہ سول حکومت بھی ان پر قابو پالے۔ تو میں صرف یہی عرض کرنے کے لئے اٹھا تھا کہ جہاں تک احساس محرومی کا تعلق ہے اس کا ہم سب کو احساس ہے۔ یہ ملک اتنا غریب ہے کہ یہ احساس سب علاقوں میں پایا جاتا ہے اس میں سندھ کی کوئی خصوصی صورت حال نہیں ہے۔

یہ جو اپریشن شروع ہوا ہے اس کے متعلق ہم سب امید کرتے ہیں کہ یہ کامیاب ہو گا اور سندھ بھی باقی ملک کے حصوں کی طرح ترقی کرے گا۔ اور یہ جو ہمارے تھوڑے تھوڑے اختلافات ہیں ' وہ بھی دور ہو جائیں گے ۔ اس لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ! اس کے بعد جناب آصف فصیح الدین ورگ صاحب ' سید احسان شاہ صاحب ' حافظ حسین احمد جناب عبدالخالق خان صاحب۔

جناب عبدالخالق خان: جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں کہ آپ نے موقع دیا ہے کہ مگر میری ایک request ہے کہ ممبران صاحبان کی اکثریت ہاؤس سے چلی گئی ہے اور باقی ماندہ جو رہ گئے ہیں وہ اونگھ رہے ہیں۔ اور اب اگر مزید تقریر سے ان کے صبر کا امتحان نہ لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: میں چاہتا ہوں کہ آج کم از کم تقاریر ختم ہو جائیں۔

جناب عبدالخالق خان: اگر کل صبح۔۔۔۔

جناب چیئرمین: پھر کل صبح کا یہ ہو گا کہ ایک اور دن چلا جائے گا۔ ہمارے پاس کافی کام ہے تو مہربانی کر کے آپ کی تقاریر کا مکمل ہونا ضروری ہے وہ اونگھنا تو آپ کو پتہ ہے کہ چھ دن سے چلتا ہے لیکن آپ کو قوم سن رہی ہے۔ وہ دیکھیں سارے لوگ بیٹھے ہیں ہمہ تن گوش ہیں۔ ریڈیو، ٹیلیوژن اور اخبارات والے بیٹھے ہیں آپ کی جو آواز ہو گی ساری قوم سنے گی۔

جناب عبدالخالق خان: جناب والا! مجھے احساس ہے کہ اس مسئلے پر تقریباً جو بھی گوش گزار کرنا تھا وہ ہو چکا ہے لیکن کہنے کے لئے بہت تھوڑا رہ گیا ہے مگر پھر بھی اس کے مختلف پہلو ہیں۔ میرے خیال چند ایک دوستوں نے ذرا ایک پہلو سے زیادہ بات کی ہے اور دوسرے پہلو پر اس حد تک بات نہیں کر سکے۔ تو میں ان کمزور پہلوؤں پر بات کروں گا۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میں اور میری پارٹی بنیادی طور پر بطور اصول فوج کو ملوث کرنے کے خلاف ہے اور ہم یہ بات ایسے ہی نہیں کہتے اس واسطے کہتے ہیں کہ اس کے پس پردہ ماضی میں انتہائی تلخ تجربات سے گزرنا پڑا ہے۔ جب بھی بد قسمتی سے فوج کو سیاسی مسئلے حل کرنے کے لئے بلایا گیا ہے تو پھر اس کے نتائج ملک و قوم کے مفاد میں نہیں رہے ہیں اور قوم و ملک کو نا قابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ ایک ایسا ہی مسئلہ ۲۰ برس پہلے دوسرے صوبے مشرقی پاکستان میں پیدا ہوا، اور وہاں فوج ہی کو بلایا گیا کہ اس مسئلے کو حل کرے۔ تو بجائے اس کے کہ حل ہو اس سے اور بھی زیادہ الجھا اور ملک دو حصوں میں بٹ گیا۔ اور اس کے بعد یہ نہیں ہوا کہ آدھا ملک چلا گیا اس کے علاوہ فوج کی بھی بڑی سبکی ہوئی۔ فوج کی عزت اور وقار کی سطح بہت ہی زیادہ نیچے گری یہ

بھی ایک افسوس ناک بات ہے کیونکہ فوج ایک ایسا ادارہ ہے کہ جب ہم ہر طرح اور ہر طرف سے بے بس ہو جاتے ہیں اور ہمیں ہر طرح سے ناکامیابی ہوتی ہے تو آخر میں ہمیں فوج کا مجبوراً سہارا لینا پڑتا ہے اگر فوج بھی ناکام ہو تو پھر یہ صرف اس حد تک نہیں رہتا کہ فوج ایک particular operation میں کامیاب نہیں ہوئی بلکہ اس کے جو مضر اثرات جو ہوتے ہیں وہ پھر اس صوبے تک محدود نہیں رہتے وہ سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور اس کے جو سنگین نتائج نکلتے ہیں وہ ملک کی بقاء اور سالمیت کے لئے انتہائی خطرناک بات ہوتی ہے۔ تو میں بطور اصول فوج کا سیاسی کاموں میں ملوث ہونے کا مخالف ہوں مگر جیسا کہ کہا جارہا ہے کہ حالات اس حد تک جا پہنچے تھے کہ کوئی بھی حکومت جو ہے خواہ سندھ کی صوبائی حکومت ہو یا مرکزی حکومت ہو اگر وہ اس قابل نہیں رہی تھی کہ وہاں یہ حالات کو سدھار سکے اور ماسوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ فوج کو بلا کر حالات کو ٹھیک کیا جائے۔ تو خدا کرے کہ ایسا ہو کہ حالات ٹھیک ہو جائیں اور ہم چاہتے ہیں اور جیسا کہا جاتا ہے کہ دہشت گردوں تخریب کاروں اور ڈاکوؤں کے خلاف ایک مہم ہے اور یہ بھی ہماری دعا ہو گی کہ معاشرے کا جو گندہ عنصر ہے انہی کیخلاف یہ ایکشن ہو اور آخر میں کسی سیاسی جماعت کے خلاف یہ آپریشن نہ ہو۔ باقی اس آپریشن کے نتیجے میں کچھ بھی منظر عام پر آیا ہے اس سے کافی حد تک تصدیق ہوتی ہے کہ کم از کم اس دفعہ فوج کی نیت میں کوئی فتور نہیں ہے۔ مگر میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں خدا کرے کہ فوج کی جو ذمہ داری بنتی ہے وہ پوری کرے اور اس کے بعد بیرکوں میں واپس چلی جائے۔ اگر انہوں نے اس کردار کا مظاہرہ کر بھی لیا تو تب بھی سندھ کا مسئلہ حل نہیں ہو گا کیونکہ سندھ کا مسئلہ لامحالہ سیاسی جماعتوں کو حل کرنا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سیاستدان اور سیاسی جماعتیں بھی اپنی ذمہ داری قبول کریں۔ آخر ہم اس سے بری الزمہ نہیں ہوتے کہ سندھ کی صورت

حال کیا ہے۔ یہ سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ جو حالت ہے اور اس پر ہر پاکستانی کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ اس کی ذمہ داری سے ہم کیسے دستبردار ہو سکتے ہیں؟ جناب عالی یہ جو تنظیم جو کہ دہشت گرد قرار پا چکی ہے کافی سے زیادہ شواہد موجود ہیں کہ جس کی روشنی میں ہم یہ فیصلہ کریں یہ ایک سیاسی جماعت نہیں تھی بلکہ ایک دہشت گرد جماعت تھی یعنی اس زہریلے پودے کو کس نے لگایا؟ اس کو اس ملک میں آج سے بارہ برس پہلے ہمارے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جو ایک انتہائی ذمہ دار شخص تھا اور جس کے ہاتھوں میں کروڑوں پاکستانیوں کی موت و زیست کے اختیارات تھے۔ انہوں نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت 'انتہائی دکھ ہوتا ہے وہی پرانی انگریزوں والی divide of rule والی پالیسی 'اختیار کی۔ اگر سندھ میں ایک پارٹی تھی جو آپ کے خیال کی نفی کر رہی تھی اور اس کا یہ حل نکالنا کہ وہاں پر ایک دہشت گرد تنظیم کھڑی کریں اور ان کو پھر لڑائیں جو بنیادی طور پر وہاں کے رہنے والے ہوں ان کو وہاں یہ ہتھیار دیں 'تربیت دیں' یہ ڈھکی چھپی بات نہیں اس طرح دہشت گرد تنظیم کو فوج کے انسٹرکٹر جو ہیں انہوں نے ان کو تربیت دی۔ ان کو اسلحہ دیا گیا ان کو فنڈز مہیا کیا گیا اور اس حد تک سندھ میں کم از کم ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات تک نہیں کر سکتا تھا خوف اور دہشت کا ایک ایسا دور دورہ تھا بڑے شہروں میں تو بالخصوص کوئی اخبار ایک لفظ تک کہنے کے لئے تیار نہیں تھا نہ وہ اس پوزیشن میں تھے کہ حقائق عوام کے سامنے لائے جائیں۔ اب جو ٹارچر سیل کا روزانہ چرچا ہوتا ہے میں حیران ہوں کہ یہ سب کچھ ہوتا رہا ہے۔ لیکن کوئی شخص اپنے ہوش و حواس میں اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہے کہ سندھ کی حکومت اور فیڈرل حکومت کو ان باتوں کا علم نہیں تھا۔ یہ ہماری انٹیلیجنس ایجنسیز پر بے تحاشہ اخراجات ہوتے ہیں کروڑوں روپے اس غریب ملک کے جس کے کوئی وسائل نہیں ہیں ہم یعنی مانگ مانگ کر فارن ایڈ سے گزارہ کر رہے ہیں اس ملک میں یہ

جو آپ کی انٹیلیجنس ایجنسیز ہیں ان پہ اتنا خرچ ہوتا ہے میں نہیں مانتا کہ انہوں نے رپورٹ submit نہیں کی' انہوں نے ضرور رپورٹ submit کی ہونگی اور وہ رپورٹ ضرور صوبائی اور مرکزی حکومت کے علم میں ہوں گی اور پھر افسوس ناک بات یہ ہے کہ اتنے سالوں تک صوبائی اور مرکزی حکومتیں کیوں اس بات پہ خاموش رہی جو آج اس ایکشن کا بڑا چرچا کیا جارہا ہے اور جس کا کریڈٹ لیا جارہا ہے میں کہتا ہوں یہ ایکشن آج سے ۵ سال دس سال پہلے کیوں نہیں لیا گیا اس میں بڑی افسوسناک بات یہ ہے کو آج پنجاب کا ایک وزیر اعظم بیٹھا ہوا ہے اور آئی جے آئی کی حکومت ہے اس لئے یہ نہیں ہوا جو ہونا چاہیئے تھا کیونکہ اس سے پہلے پیپلز پارٹی کی بھی حکومت تھی وہ بھی مرکز میں ۲۰ مہینے تک حکومت کرتے رہے اور محترمہ بے نظیر صاحبہ وزیر اعظم تھی یہ تو وہ کسی طریقے سے بھی نہیں کہہ سکتے کہ ان کے وقت میں یہ نہیں تھا یہ ان کے وقت سے بعد میں سب کچھ کارروائی ہوئی اور یہ دہشت گرد تنظیم جو ہے کیوں کہ یہ اس سے پہلے وجود میں آپ چکی تھی۔ تو بد قسمتی یہ ہے کہ ہماری سیاست کا ایک انتہائی گندہ پہلو یہ ہے کہ ہم نام تو صبح سے لے کر شام تک جمہوریت کا لیتے ہیں مگر در حقیقت بالخصوص ملک کی سب سے بڑی سیاسی پارٹیاں جو ہیں وہ کسی طور پر جمہوری اصولوں کو اپنانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ کنفرنٹیشن کی پالیسی کا نتیجہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ خواہ ملک کو نقصان ہو' قوم کو نقصان ہو مگر اپنی کرسی بچانے کے لئے ہم ایسی دہشت گرد تنظیموں کے ساتھ بھی سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جب تک یہ صورت حال بر قرار رہے گی اس سے کچھ نہیں بنے گا۔ سندھ میں فوج کا آپریشن ہو جائے گا' وہ اختتام کو پہنچے گا۔ عارضی طور پر کچھ لوگ جو اس وقت دہشت گردی میں ملوث کریں کچھ کو پکڑ لیا جائے گا' کوئی انڈر گراؤنڈ چلے جائیں گے' کچھ ملک سے باہر چلے جائیں گے اور رفتہ رفتہ جیسے خوش قسمتی سے ہماری روایات ہیں کہ اس مسئلہ کو حکومت اور عوام دونوں

پس پشت ڈال دیں گے۔ اور وہ مسئلہ جوں کا توں اپنی جگہ پہ رہے گا اس لئے بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ کم از کم اگر جیسا کہا جا رہا ہے کہ حکومت انتہائی سنجیدگی سے اس مسئلے کو حل کرنے کے حق میں ہے تو یہ اس کو اپنے منطقی انجام تک پہنچائے۔ یہ فوجی آپریشن ناگزیر تھا۔ ٹھیک ہے فوجی آپریشن ہوا' اس کا جس حد تک اس مسئلے کے حل کرنے میں جو فائدہ ہے وہ ہو جائے گا۔ مگر اس کے بعد جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا کہ سیاسی جماعتیں اپنے آپ کو بڑی الذمہ قرار نہیں دے سکتیں۔ یہ تو اب پہلے سے زیادہ لازم ہے کہ سیاسی جماعتیں سر جوڑ کر بیٹھیں اور کوشش کریں کہ جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں کہ ان حالات سے ملک اور قوم کی جان خلاصی ہو۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ ہر ایک سیاسی جماعت اپنی پارٹی کے مفادات کو پس پشت ڈال کر ملک کے اور قوم کے مفادات کو اوّلیت دے۔ جب تک ہم اس سپرٹ کے ساتھ سیاست نہیں کریں گے تو جتنے بھی بڑے مسئلے ہیں ان کے حل ہونے کا کوئی بھی امکان نہیں ہے۔ ملک کے سیاسی لیڈر میرے رہنما جناب عبدالولی خان صاحب نے بار بار اپنے پبلک تقاریر میں اپنی پریس کانفرنسز میں' پریس سٹیٹمنٹس میں انہوں نے بار بار کہا کہ جب ایسے حالات وجود میں آتے ہیں جس طرح آج کل ہیں' جس دور سے ہم گزر رہے ہیں تو اس دور کا اور ان حالات کا تقاضا ہے کہ ساری سیاسی جماعتیں اور بالخصوص بڑی جماعتیں جو ہیں وہ اپنے پارٹی پالیٹکل کو پس پشت ڈال کے ملک اور قوم کے فائدے کے لئے' ملک اور قوم کے مفاد کے لئے وہ آگے بڑھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں' سر جوڑ کے بیٹھیں تو اس سے کم از کم اور کچھ نہ کچھ امکان ہو گا کہ اس قسم کے مسئلے حل ہو جائیں۔ ایک دوسرا aspect جو اس کا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے نہیں تھا۔ پہلے ایک دوسرے صوبے میں ہو اوہاں بھی احساس محرومی تھا۔ یہاں بھی احساس محرومی ہے۔ سندھ میں یہ نہیں ہے کہ سب لوگ وڈیرے ہیں' سب لوگ کارخانہ دار ہیں یا

کروڑ پتی اور ارب پتی ہیں۔ وہاں کے حالات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ وہاں بھی عوام کی ایک واضع اکثریت ہے۔ وہ بیچارے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ آج سے نہیں پس رہے صدیوں سے پس رہے ہیں۔ تو وہاں جو احساس محرومیت ہے اس کو بھی دور کرنے کے لئے عملی طور پر کوئی اقدامات کئے جائیں۔ یہ بھی حکومت وقت کی ذمہ داری ہے اور یہ سیاسی جماعتوں کی ذمہ داری ہے اور میں اس کو انتہائی افسوس ناک سمجھوں گا اگر ایسے حالات کو بھی ہم اپنے سیاسی اغراض کے لئے (Explot) کرنے کی کوشش کریں تو میرے خیال میں اس سے زیادہ بڑی دشمنی ملک و قوم کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔

جناب عالی اس ضمن میں میں ایک اور بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں اور یہ سب کے وقت میں کھیل کھیلا جاتا رہا اور عوام پر ظلم کیا جاتا رہا امر یہ ظلم کے جو ٹارچر سیلز ہیں یہ قائم رہے اور یہ بیچارے عوام چیخ اور پکار کرتے رہے اور کسی نے اس پر کان نہیں دھرا۔ میں کہتا ہوں کہ اتنا سب کچھ پریس میں آ چکا ہے۔ کسی حد تک ریڈیو ٹیلیوژن میں بھی آ چکا ہے۔ اب اس سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ مگر کوئی تو اس کی ذمہ داری قبول کرے۔ یعنی اتنا ایک المیہ جس سے ہم دوچار ہیں، تو یہ تو نہیں ہے کہ ہم صرف الطاف حسین کو یا اس کے چند ایک ساتھیوں کو قربانی کا بکرا بنا کے، ہم ان کو تھوڑی بہت جو بھی سزا ہے دے کے ہم اس کے بعد کہیں کہ ہم نے بڑا تیر مارا ہے، یہ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ ایک اچھی روایت ہو گی اگر حکومت یہ ذمہ داری قبول کر لے۔ اگر دوٹوک طریقے سے جس طرح کہ شروع شروح میں جب فوج سے ایک غلطی ہوئی اور لوگ اس غلط فہمی کی بنا پر مارے گئے تو انہوں نے ایک اچھی روایت قائم کی۔ انہوں نے فوراً وہ ذمہ داری قبول کی اور ایک غلطی جو ان سے ہوئی اس پر پردہ ڈالنے کے لئے پھر مزید پے در پے اور جھوٹ نہیں بولا۔ تو میں یہ بھی عرض کروں گا یہ جو حکومتیں ہیں ان کو بھی اخلاقی جرات کا

مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ اس میں کوئی عار نہیں ہے۔ اس سے ان کی سبکی نہیں ہو گی۔ بلکہ ان کا جو سیاسی قد و کاٹھ ہے بڑھے گا۔ کیونکہ یہ ایک صحت مند رجحان ہے اور کم از کم ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو educate کرنا ہے اور ہم نے اپنے آپ کو مثال بنا کے لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ تو ایسے موقع پر اپنے آپ کو مثال بنا کر پیش کریں گے دوسرا کون سا موقع آئے گا۔ میرے دوست سید عباس شاہ نے فرمایا میری پارٹی کے متعلق کہ ہم آپ کا احتساب نہیں کریں گے اور جو سابقہ آپ کا ماضی ہے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گے۔ میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ جناب ہمارا تو ہر ایک دور میں احتساب ہوتا رہا ہے۔ ہم تو ہر ایک دور میں زیر عتاب رہے ہیں۔ ہر ایک دور میں ہمیں مار پڑتی رہی ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ کب وہ وقت آئے گا کہ کم از کم مسلم لیگ کا بھی تو احتساب ہو ناں۔ ہم نے روز اوّل سے کہا ہے کہ احتساب ہو مگر ۱۹۴۷ء سے احتساب ہو۔ کسی کو معاف نہ کریں اور کوئی ادارہ جو ہے اس کو seared cow نہ بنائیں۔ جس جس سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں اس کو اپنی غلطیوں اور اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے دیں۔ تو مجھے ان سے پورا اتفاق ہے ہر ایک دور میں ہمارا احتساب ہوتا رہا اور ہم بڑے فخر کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ہم میں کوئی خامی نہیں تھی کوئی اخلاقی کمزوری نہیں تھی' اسی واسطے جو ہمارے سب سے بڑے بدترین دشمن تھے وہ مسند اقتدار پر بیٹھے ہوئے تھے مگر وہ بھی ہماری پارٹی کے ایک ادنیٰ کارکن کے خلاف بھی کوئی چیز ثابت نہیں کر سکے۔ باقی یہ تو ایسے ہی اس ایوان کا وقت ضائع کرنا ہے کہ اگر ہم ان باتوں میں الجھے رہیں۔ جناب غداری اور وفاداری کے سرٹیفکیٹ تو یہاں وقتاً فوقتاً تقسیم ہوتے رہتے ہیں۔ آئی جے آئی کے جو کرتا دھرتا اور بانی تھے' ہمارے ضیاء الحق صاحب انہوں نے ہمیں وفاداری کا سرٹیفکیٹ دیا۔ حالانکہ ہمیں کسی سے وفاداری کا سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنے آپ کو اتنا ہی ایک پیٹریاٹک پاکستانی سمجھتے

ہیں جتنا کوئی بھی کسی دوسری پارٹی کا ممبر ہے۔ تو ان باتوں کو نہ دھرایا جائے کیونکہ اس سے کافی نقصان ہو چکا ہے اور یہ کچھ مخصوص ذہن کے لوگ ہیں اور ان کی سیاسی دکان ہے صرف اسی طریقے سے چمکتی ہے کہ آپ اپنے سیاسی مخالفین پر کیچڑ اچھالیں اور ان کو عوام کے سامنے پیش کریں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ریڈیو ٹی وی اور میڈیا کا اختیار مجھے ایک ہفتے کے لئے دے دیں، میں کہتا ہوں لوگ مسلم لیگ کو پتھر ماریں گے۔ ان کے اوپر وہ تھوکیں گے اگر ہمیں یہ موقع دیا گیا کہ ان کے جو کرتوت ہیں وہ بھی ہم لائیں۔ اس ملک کا جو بھٹہ بیٹھ گیا ہے، جس طرح کہتے ہیں کہ اس ملک کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ یہ گھر کا چراغ جو ہے اسی نے اس ملک کا ستیاناس کیا ہے اور یہ ساری خرابیوں کی بنیادی جڑ ہے۔

میں اس ضمن میں ایک اور بھی بات کروں گا کہ جب آپ انصاف کرنے کے لئے بیٹھے ہیں اور آپ نے اب پہلی دفعہ ایک سنجیدہ کوشش کی ہے کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو، کسی کے ساتھ ظلم نہ ہو، زیادتی نہ ہو۔ تو اس ضمن میں ضروری سمجھتا ہوں کہ سندھ میں بہت کچھ عوام پر ظلم ہوا ہے۔ جناب، ہمارے تو وجود تک کو مٹا دیا گیا ہے۔ دنیا کے نقشے پر ایک آزاد خود مختار افغانوں کی حکومت تھی۔ ایک پسماندہ ایک غریب اور ایک انتہائی مفلس حکومت تھی۔ ایک آزاد خود مختار ریاست تھی۔ اس آزاد خود مختار ریاست کو پاکستان کی حکومت نے فوج نے مٹا دیا ہے۔ اب for all political purposes افغانستان جو ہے وہ پاکستان کا پانچواں صوبہ بن کر رہ گیا ہے۔ جب آئی ایس آئی والے ہمیں بریفنگ دے رہے تھے انہوں نے خود کہا ہے کہ اس عرصہ میں بیس لاکھ سے زیادہ افغان دونوں طرف سے مارے گئے ہیں۔ ان بیس لاکھ افغان بیچاروں کی آواز اور سسکیاں اور ان کے جو بھائی بہن ہیں اور ان کی بیٹیاں اور ان کی بہوئیں ہیں، ان کی فریاد بھی تو کوئی سنے۔ آج کیا حالت ہے ہم مونچھوں پر تاؤ دیتے ہیں کہ ہم نے بڑا کارنامہ کیا ہے کہ ہم نے پڑوس میں ایک غریب

اسلامی ملک کا ستیاناس کر دیا ہے سیاسی طور پر اقتصادی طور پر۔ اب وہاں لوگ کھانے کے لئے ترس رہے ہیں۔ بیس لاکھ تو مارے گئے ہیں مگر اس سے زیادہ تعداد میں معذور ہو گئے ہیں۔ اس قوم کو سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ اکیسویں صدی میں جانے کے لئے ساری اقوام تیاری کر رہی ہیں اور ساری اقوام خوشحالی اور ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ مگر پاکستان کی طرف سے افغانستان کو جو تحفظ ملا ہے وہ بنیاد پرستی کا تحفہ ہے اور وہاں آپ نے وہ عنصر مسلط کر دیا وہاں کے عوام پر کہ آپ نے پانچ چھ سو سال پیچھے دھکیلا ہے۔

جناب چیئرمین: مظہر علی صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

سید مظہر علی جناب یہ افغان مسئلہ ڈسکس ہو رہا ہے یا سندھ کا؟ یہ

Mr. Chairman: Quite right.

جناب عبدالخالق خان: آپ نے اور دوسرے معزز اراکین نے مشرقی پاکستان کا بھی ذکر کیا ہے تو اس وقت تو میں بھی اٹھ کر سکتا تھا کہ یہ سندھ کا مسئلہ ہے کہ مشرقی پاکستان کا۔ تو ایسی بات نہیں ہے جب آپ ایک مسئلہ اٹھاتے ہیں تو اس کے ساتھ منسلکہ جتنے بھی مسائل ہوتے ہیں وہ زیر بحث آجاتے ہیں' ان کے بارے میں حقائق کو سمجھنے کے لئے آپ حوصلہ پیدا کریں تو میں یہی کہوں گا کہ ہماری تقریر تو ادھوری ہی رہ گئی اور جو کچھ میں نے کہا تھا وہ نہیں کہہ سکا۔ مجھے بڑا افسوس ہے کیونکہ ایسے مواقع بار بار نہیں آتے۔

جناب چیئرمین: نہیں' نہیں بار بار آئیں گے۔ فارن پالیسی پر آئے گا۔ موقع انشاء اللہ بہت آئیں گے۔

جناب عبدالخالق خان: ہمیں اس لئے دکھ ہوتا ہے کہ ہم ان ممبران میں سے نہیں ہیں کہ جو دن میں بیس مرتبہ اٹھ کر آپ کا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں۔ ہم تو کبھی کبھار ایسی بڑی ڈیبیٹ میں حصہ لیتے ہیں۔ تو اس وقت بھی ہماری تقریر کا یہ حشر ہو جو ہو چکا سوائے افسوس کے اور ہم کیا سکتے ہیں۔ بہر حال میں آپ کا اور سارے معزز اراکین کا بے انتہا

مشکور ہوں کہانہوں نے مجھے صبر و تحمل سے سنا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق: شکریہ جناب چیئرمین۔ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین کی تحریک پر سندھ کے امن وامان کے مسئلے پر سینٹ میں کئی روز سے بحث جاری ہے۔ اور کل ممکن ہے کہ اس کی اختتامی تقریر ہو۔ سندھ کے مسئلے کی اہمیت کئی پہلوؤں سے ہے۔ ایک تو آبادی کے لحاظ سے دوسرا بڑا صوبہ ہے۔ اور پھر کچھ وقت سے وہاں ایسے حالات ہو رہے تھے کہ دنیا بھر میں پاکستان کے بارے میں یہ تاثر ابھر رہا تھا کہ جو انتہائی ہائی رسک کے چھ ممالک ہیں ان میں پاکستان کا شمار ہونے لگ گیا تھا۔ اور پچھلے دنوں جو سنگاپور کے سابق وزیر اعظم یہاں آئے تھے انہوں نے کہا بھی کہا کہ جتنی آپ کوشش انڈسٹریلائیزیشن کے لئے کریں اور کوشش اقتصادی بہتری کے لئے کریں وہ رائیگان جائے گی جب تک آپ اس امن وامان کا مسئلہ حل نہ کر سکیں۔ اور کیفیت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ دیہات کے لوگ ہوں سندھ میں یا شہر کے لوگ ہیں۔ غریب ہو یا امیر ہو اس معاملے سے انتہائی تنگ ہیں اور جیسا یہاں کہا گیا ہے کہ اس میں مصلحتیں آڑے آتی رہیں اس میں کوئی شک نہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ایم کیو ایم کچھ عرصہ پہلے کسی اور جماعت کی حلیف تھی اس کے بعد وہ آئی جے آئی کی حلیف تھی اور ابھی جو رکن تقریر فرما رہے تھے ان کی جماعت کی قیادت پوری کی پوری وہاں کراچی میں گئی اور وہاں ان کو بہت بڑا عشائیہ استقبالیہ کے طور پر دیا اور وہ سارے لوگ اس میں شریک ہوئے۔ باوجود اس بات کے کہ ان کے تمام پہلوؤں سے اکثر لوگ واقف تھے لیکن صرف کسی کو مورود الزام ٹھہرانا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے اور انصاف کے تقاضے بھی پورے نہیں کرتا۔ سندھ کے بارے میں گزشتہ بیس سال سے بہت سی کتابیں بہت سے تجزیے شائع ہوئے ہیں۔ اور دو چیزیں جو خصوصاً سامنے آتی ہیں وہ

یہ ہیں کہ ایک تو یہ مسئلہ اقتصادی ہے اور ایک سیاسی۔ اقتصادی اس لحاظ سے کہ سندھ کچھ عرصہ پہلے تک پاکستان کا دارالخلافہ تھا اور ۱۹۴۷ء میں کراچی جو ایک چھوٹا سا شہر تھا سمندر کے کنارے اس پر یہ ذمہ داری آپڑی کہ وہاں پورے پاکستان کی ایکسپورٹ امپورٹ کے لئے ایک بہت بڑھی بندرگاہ ہو۔ نیول ہیڈ کوارٹر ہو۔ اس لحاظ سے آپ دیکھتے ہیں کہ وہاں تجارت بڑھی۔ کارخانے لگے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ پورے پاکستان سے وہاں لیبر گئی۔ وہاں سرمایہ کار گئے اور سارے لوگوں نے اسے اپنا ایک گھر بنانے کی کوشش کی۔ اور آج بھی اگر آپ sensus کے لحاظ سے دیکھیں تو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے ہر سال تین چار لاکھ کی آبادی کا اضافہ ہو جانا۔ اضافہ اس مقامی لحاظ سے نہیں مائگریشن سے تین چار لاکھ کی آباعی شفٹ کر کے کراچی جارہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو اڑوس پڑوس کے ممالک ہیں۔ بنگلہ دیش ہے۔ سری لنکا ہے انڈیا ہے۔ برما ہے۔ اور دیگر مملک سے بھی لوگ روزگار کے لئے اپنے ممالک میں مناسب روزگار نہ ہونے کی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں کراچی میں آباد ہیں۔ کچھ کا قانونی داخلہ ہے اور کچھ بڑے گھناونے جرائم کے ذریعے وہاں پہنچے ہیں۔ لیکن یہ سارے حالات اقتصادی طور پر ایک پریشر کے طور پر وہاں موجود ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ جو تین بڑے شہر ہیں۔ کراچی سکھر اور حیدر آباد ان کی development انڈسٹریل طریقے سے بھی ہوئی ہے لیکن جو باقی دیہاتی علاقہ ہے اس کی ترقی اس پیمانے پر نہیں ہو سکی جیسے ان تین شہروں کی ہوئی۔ روزگار میں تعلیم میں کمیونیکیشن میں اور آبادی کی بڑھنے کی وجہ سے اتنی ترقی نہیں کر سکے۔ اس لئے دو طرح کا تصور ابھرتا ہے۔ ایک دیہاتی سندھ ہے اور ایک شہری سندھ ہے اور یہی کچھ کیفیت تھی جس کی بنیاد پر ۷۳۔ ۷۲ء میں خدا معلوم کن حالات کی بناء پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ملازمتوں میں اور کالجوں میں تعلیمی اداروں میں داخلوں میں بھی ایک کوٹہ سسٹم مقرر کیا گیا ہے۔ اس کی

کوئی بھی جسٹیفیکیشن ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ کوٹہ سسٹم سندھ کے مخصوص حالات کی وجہ سے تو تھا لیکن ملک کے باقی کسی اور صوبے میں نہیں تھا اور اس کوٹہ سسٹم کو جسے آپ مہاجر آبادی کہتے ہیں جو زیادہ تر شہروں میں آباد تھے' انہوں نے قبول نہیں کیا۔ ان کے ذہنوں میں اس کے خلاف ایک بغاوت ابھرتی رہی مجھے کئی بار سندھ کے شہری اور دیہاتی علاقوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اور ان حالات میں خصوصاً جبکہ بہت کشیدگی اور تشدد ہوا' ان حالات میں بھی میں وہاں گیا ہوں۔ لیکن اگر آپ کسی مہاجر ایم پی اے سے ایم این سے کسی لوکل باڈی کے رکن سے کسی تنظیم کے سربراہ سے یا عہدیدار سے آپ بات کریں تو انہوں نے برملا یہ کہا کہ جب تک کوٹہ سسٹم ختم نہیں ہوتا اس وقت تک سندھ کے حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ لیکن تاریخی طور پر ہوا کیا کہ ۱۹۷۳ء میں یہ دس سال کے لئے کیا گیا تھا ایک تجرباتی طور پر۔ لیکن ۱۹۸۳ء میں جو وہاں کیفیت پیدا ہوئی وہاں فسادات ہوئے ان کی ایک الگ ہسٹری ہے اس میں میں جانا نہیں چاہتا اس دوران یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس میں مہاجر آبادی نے حصہ نہیں لیا۔ ۱۹۸۳ء کی تحریک جو کہ اس وقت کی حکومت کے خلاف اس وقت کے حالات کے خلاف تھی اس میں مہاجر آبادی نے حصہ نہیں لیا کراچی سکھر اور حیدر آباد کے یا باقی سندھ کی جو مہاجر آبادی تھی انہوں نے حصہ نہیں لیا اور اس کا دکھ بھی سندھ کی جو دیہاتی آبادی کی لیڈر شپ تھی ان کو تھا کیوں کہ وہ پورے طریقے سے اس میں موجود تھے اور اس ۱۹۸۳ء کے دوران ہم نے یہ بھی سنا اور ایک کوارٹر سے نہیں بلکہ جو لوگ جیلوں میں گئے ان سے بھی سنا انہیں یہ کہا گیا تھا کہ آپ صرف ۱۵ دن یہ تحریک چلالیں تو انڈیا مارچ ان کر آئے گا۔ ہندوستان یہاں فوجی مداخلت کرے گا یہاں سندھ کو آزاد کرا لیا جائے گا اور اس کے بعد بھی آپ نے جی ایم سید کے بیانات پڑھے ہوں گے جس میں انہوں نے کہا کہ ہندوستان کی قیادت نے بزدلی دکھائی ہے ہندوستان کی قیادت

نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا اور ۱۵، ۲۰ دن گزرنے کے بعد جو جیلوں میں لوگ تھے انہوں نے خود درخواستیں دیں اور یہ کہا کہ ہمیں اس وعدے پر کہا گیا تھا کہ آپ جیلوں میں جائیں کہ ۱۵، ۲۰ دو گزرنے کے بعد یہ سارا معاملہ ہندوستان کی مداخلت سے ٹھیک ہو جائے گا اور آج بھی اور اس سے پہلے بھی جہاں کہیں کشمیر کے تذکرے میں ہندوستان کے مظالم کا ذکر آتا ہے یا کسی بین الاقوامی فورم میں کشمیر کا ذکر ہوتا ہے تو ہندوستان والے ایک پروپیگنڈے کے کاؤنٹر کے طور پر وہ سندھ کا نام لینے کی کوشش کرتے ہیں اس کے ہاتھ میں ایک لیور آ جاتا ہے اور وہ اس لیور کو چھوڑنا نہیں چاہتے اس لئے جہاں یہ اقتصادی معاملہ ہے یا محرومی کا معاملہ ہے اسے حل کیا جانا بہت ضروری ہے۔ اس پر سنجیدگی سے غور ہونا چاہیئے اس کی over simplification Administration سے یہ معاملہ حل نہیں ہو سکتا صرف یہ کہہ دینے سے کہ جنرل ضیاالحق نے Chief Martial Law کے طور پر ایم کیو ایم قائم کی تھی یہ مسئلے کا حل نہیں ہے کیوں کہ historically بھی یہ غلط ہے جیسے میں نے پہلے گزارش کی کہ ۱۹۸۳ء میں جب وہاں ایک تحریک چلی اور مہاجروں نے اس میں حصہ نہیں لیا انہیں یہ توقع تھی کہ اس بات کا انہیں صلہ دیا جائے گا لیکن دو باتیں اگر سامنے رکھی جائیں تو پھر صورتحال زیادہ واضح ہو کر سامنے آتی ہے ایک یہ کہ الطاف حسین جو ان کے رہنما ہیں وہ early 80 میں پاکستان کے جھنڈے کے توہین میں مارشل لاء کی عدالت سے سزایاب ہوئے اور یہاں سے فرار ہو کر پھر وہ امریکہ چلے گئے پھر اس کے بعد کیا حالات ہوئے کہ وہاں سے واپس آ کر انہوں نے تحریک چلائی اس لئے کوئی ایسا رابطہ مارشل لاء کا اور اس قیادت کا نہیں تھا جو آج تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے اخباروں میں کارٹون بھی نکلتے ہیں کہ ایک فوجی جرنیل نے وہ پودا لگایا اور دوسرا اسے کاٹنے کی کوشش کر رہا ہے یہ تاثر جتنی دفعہ اس کو دہرایا جائے گا اتنا ہی راسخ ہو گا لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ یہ غلط ہے۔ اس

کی اصل جو حقیقت ہے وہ یہ ہوئی کہ دس سال پورے ہونے کے بعد ۷۳ء سے ۸۳ء تک جو انہیں یہ امید تھی کہ یہ کوٹہ سسٹم ختم ہو گا تو پھر ۱۹۸۳ء کے ان فسادات کے بعد کابینہ کی میٹنگ میں سندھ کے آئے ہوئے منسٹر صاحبان نے اور باقی لوگوں نے سیاسی رہنماؤں نے یہ کہا کہ مقامی سندھی آبادی کو میرے خیال میں مزید ناراض نہ کیا جائے لہذا یہ جو کوٹہ ختم ہونے کی تاریخ آئی ہے اسے مزید دس سال کے لئے اور بڑھادیا جائے اور آپ جانتے ہیں ۱۹۸۳ء میں دوبارہ پھر دس سال کے لئے وہ کوٹہ سسٹم اس کا یعنی اعادہ کر دیا گیا اس کو دوبارہ بحال کر دیا گیا جس کی وجہ سے پھر کراچی میں سکھر میں اور حیدر آباد میں بڑی بڑی resentments ہوئیں جلسے ہوئے اور انہوں نے کہا ہم نے غلطی کی کہ ہم نے مقامی آبادی کے ساتھ تعاون نہیں کیا ہمیں حکومت پاکستان کی طرف سے یہ صلہ ملا ہے کہ یہ کوٹہ سسٹم اور مزید دس سال کے لئے بڑھادیا گیا اور پھر انہوں نے اسی طریقے سے رابطہ شروع کیا اور یہ بھی ایوان کے ارکان کو یاد ہو گا کہ ایم کیو ایم کے ابتدائی دنوں میں ان کا سب سے زیادہ رابطہ جی ایم سید کے ساتھ تھا جیئے سندھ کی تحریک والوں کے ساتھ تھا ان کی اکٹھی میٹنگیں ہوتی تھیں ان کے جو brain کا Think tenk تھا وہ لوگ بھی اکٹھے ہوئے اور وہ ایک کو بھی مشورہ دیتے تھے' دوسرے کو بھی مشورہ دیتے تھے۔ اس وقت بھی یہ لکھا گیا' اس وقت بھی یہ تحریر ہوا کہ وہ ایک ہی تحریک کے دو پہلو ہیں یہ دو تحریکیں نہیں ہیں اور اسی طریقے سے یہ معاملہ سیاسی رنگ اختیار کرتا گیا اور یہ بھی آپ کو حقیقت پتہ ہے کہ حیدر آباد کے جلسے میں جہاں ایم کیو ایم کے جھنڈے لگے تھے ایک عمر رسیدہ مہاجر نے جب وہاں پاکستان کا جھنڈا لگانے کی کوشش کی تو پھر ایم کیو ایم والوں نے وہ جھنڈا اٹھا کر پھینکا اور انہوں نے کہا کہ اس جھنڈے کو یہاں نہ لگائیں اس نے ہمیں کیا دیا ہے اس لئے یہ تاریخی طور پر قطعاً غلط ہے کہ کسی ایک شخص نے وہ کوئی پودا لگایا یا اس کی کوئی ایسی صورت پیدا کی یہ

غلط ہے لیکن یہ آپ دیکھیں کہ پھر پیپلز پارٹی نے بھی ان کے ساتھ وہ سیاسی طور پر موجود رہے اور آئی جے آئی کے ساتھ بھی موجود رہے مقامی سندھی آبادی کے ساتھ بھی موجود رہے اور جیسے میں نے پہلے گزارش کی اے این پی والوں کے ساتھ بھی ان کا رابطہ بڑی حد تک ایک دوسرے کی دعوتیں کرنے کی صورت میں بھی رہا۔

جناب شہزاد گل: میں راجہ صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں انہوں نے پہلے بھی بات کی اور اب پھر دوبارہ دوہرائی تقریباً ۱۲ لاکھ پختون کراچی میں رہتے ہیں اور اسی طرح سے حیدر آباد میں بھی ہیں جناب والا! جب صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت دونوں پختونوں کو جان و مال کی حفاظت نہ دے سکیں تو ہم بحیثیت اے این پی کے 'بحیثیت پختون کے نمائندہ جماعت ہونے کے وہاں پر اور ہم نے ایم کیو ایم کے ساتھ ایک سیاسی سمجھوتہ کیا پٹھانوں کو تحفظ دلانے کے لئے ان کی بیمار پرسی کے لئے ہم نہیں گئے ہیں ہم نے ان کے ساتھ اور کوئی رابطہ نہیں کیا ہے یہ بات وہ دوبارہ لا رہے ہیں ہم نے ان کے ساتھ کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا ہم نے خالص پختونوں کو جان و مال کا تحفظ دلانے کے لئے سمجھوتہ کیا۔

جناب چیئرمین: انہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ آپ نے دعوتیں کیں۔

جناب شہزاد گل: دعوتیں ہم نے نہیں کیں' ایک سٹیج پر ہم گئے ہیں اس پر قاضی حسین احمد بھی تھے اس پر نواز شریف بھی تھے اس پر جتوئی صاحب بھی تھے۔

جناب چیئرمین: تو وہ یہی تو کہہ رہے ہیں کہ آپ نے الائنس کیا ہے۔

جناب شہزاد گل: نہیں ہم نے الائنس نہیں کیا تھا ہم نے تو ایک سمجھوتہ کیا تھا کیوں کہ پٹھان جو ہیں وہ یا تو بوٹ پالش کرتے ہیں یا گلی کوچوں میں سبزیاں بیچتے ہیں یا ٹیکسی ڈرائیور ہیں۔ تو ہر جگہ وہ گلی کوچوں میں پٹھان مارے جاتے تھے ہم نے اتنا کچھ کیا کہ پٹھانوں کو تحفظ دلانے کے لئے سمجھوتہ کیا اس کے بعد سے پٹھان گلی کوچوں میں محفوظ تھے'

مہاجروں کے ہاتھوں۔ باقی ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے' ان کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔

راجہ محمد ظفر الحق: میں فاضل ممبر کا شکر گزار ہوں۔ میں نے وجوہات نہیں بتائی تھیں میں سمجھا وہ اس کی تردید کرنے کے لئے اٹھے ہیں۔ میں مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کی تائید کی ہے۔

گزارش یہ ہے کہ ایک تو یہ اقتصادی اور سیاسی مسائل بڑھتے گئے اور امن وامان کے لحاظ سے بھی اگر ابتدا میں قانون کی عملداری ہو تو کسی معاشرے میں یہ صورتحال پیدا نہیں ہوتی یہ صورتحال اسی صورت میں سامنے آتی ہے' سنگین سے سنگین تر ہوتی جاتی ہے جب سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے اور غلط اور غلط صحیح کو صحیح نہ کہنے کی وجہ سے عدالتی نظام نہ رہے اور حکومت کا کوئی ایسا نظام نہ رہے کہ وہ مجرموں کو پکڑ سکے جو ملک کے امن وامان کو برباد کریں ان کے گریبان کو نہ پکڑ سکے تو پھر رفتہ رفتہ ایسی ہی صورتحال آ جاتی ہے کہ unusually extraordinary, abnormal طریقوں سے اسے کنٹرول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اب کیفیت ایسے ہی تھی اسمبلیوں کے اندر وزارتوں کے اندر لوگ ایسے موجود تھے جن کے اوپر ہاتھ ڈالنا صوبائی حکومت کے بس کی بات نہ رہی اور ان کی consultation سے پھر آرمی کو بلوانا پڑا کہ اتنے بڑے آپریشن کے لئے سندھ کی پولیس کافی نہیں۔ مجھے علم ہے کہ سندھ کے ایک وزیر صاحب نے خود یہ واقعہ سنایا جو دیہاتی علاقے سے تعلق رکھتے تھے کہ ان کے علاقے کے قریب ایک گاؤں میں ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو پکڑ لئے گئے ایک ڈاکو زخمی ہوا اور جب اس زخمی ڈاکو کو لے کر لوگ تھانے میں پہنچے تو پتہ یہ لگا کہ اسی تھانے کا ایس ایچ او تھا۔ اس لحاظ سے حالات ایسے ہو گئے کہ ڈاکوؤں کا پولیس کے ساتھ تمیز کرنا ہی ناممکن ہو گیا اس لئے ایک ایسی کیفیت پیدا ہو گئی اگر آج بھی ایکشن نہ لیا

جاتا تو میں سمجھتا ہوں کل پورا پاکستان اس میں ملوث ہو سکتا تھا آج بھی ہے اور جو اس کے سیاسی نتائج نکلیں گے اگر اچھے نکلیں گے پورے پاکستان پر اس کے نتائج بر آمد ہوں گے اور اگر خدانخواستہ کوئی خرابی کی صورت پیدا ہوئی تو وہ بھی پورے پاکستان کو متاثر کرے گی اس لئے حکومت والے جو کچھ فیصلہ کر کے آرمی کو ایک محدود طریقے سے وہاں لے گئے ہیں موجودہ حالات میں یہی کیفیت ہونی چاہیے لیکن خدا معلوم کل کیا حالات ہوں خدا معلوم وہاں حکومت کی اب جو کیفیت ہے بعض لوگوں کے بارے میں سنا جارہا ہے کہ انہوں نے استعفے دے دیئے وزراء نے بھی دے دیئے اور ممبران اسمبلی نے بھی دے دیئے اگر کل یہ کیفیت اس سے بھی آگے بڑھ جاتی ہے تو پھر شاید فوج کو مزید بھی اختیارات دینے پڑیں اور دینے چاہیں اور اس میں سیاست کو ملوث کرنے والی بات نہیں ہے۔ فوج آپ کے پاس ایک ہتھیار ہے۔

جناب چیئرمین: اب وائنڈاپ کریں جی۔

راجہ محمد ظفر الحق: فوج آپ کے پاس ایک ہتھیار ہے آپ اس کو sparingly استعمال کریں لیکن جب آپ استعمال کریں تو ایسے موثر طریقے سے استعمال کریں کہ اس کے خراب نتائج بر آمد نہ ہوں بلکہ جس کام کے لئے آپ نے انہیں بھیجا ہے وہ پورا ہو سکے۔ اس لئے اس ڈیبیٹ کا یہ نتیجہ ہونا چاہیئے کہ جو آراء ارکان نے دی ہیں جو تجاویز یہاں دی گئیں ہیں ان کو سامنے رکھ کر حکومت اپنی پالیسی وضع کرے اور اس سلسلے میں ایک لانگ ٹرم پالیسی رکھے تاکہ روز بروز یہ واقعات نہ ہوتے رہیں لیکن ایک بات بنیادی طور پر ضروری ہے کہ ہمارے تعلیمی نظام کو ٹھیک ہونا پڑے گا ہمارے اپنے شہریوں کو وہ تعلیم دینی پڑے گی کہ ڈیموکریسی کے لئے tolerence کے لئے اس ملک کی بقاء کے لئے نوجوان نسل میں یہ شعور بیدار کرنا ہوگا کہ وہ پاکستان کو قائم رکھنے کے لئے اسے خوشحال بنانے کے

لئے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ' جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی: جناب میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا میں معزز رکن کی تقریر میں مداخلت کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ مناسب بھی نہیں ہے اور یہاں پر روایت بھی نہیں ہے انہوں نے ریفرنس دیا کہ ۸۳ء کے موو منٹس جی ایم سید نے یہ کہا تھا کہ ۱۵ دن یا سولہ دن یہ رہتے تو شاید انڈین ٹروپس مارچ ان کرتے میں ریکارڈ درست کرنے کے لئے بتا دوں جی ایم سید ایم آر ڈی تحریک کے خلاف تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر جی ایم سید اور الطاف صاحب کا کوئی رشتہ تھا تو جنرل ضیاء الحق صاحب کا بھی جی ایم سید سے ایک رشتہ تھا وہ بھی اسی دوران میں جا کر اسے ہار پہناتے تھے ہار جب پہناتے تھے تو موصوف اس زمانے میں وزیر تھے۔ پھر تیسری بات یہ ہے کہ کراچی میں آخر میں یہ جو تین الیکشن ہوئے ایم پی اے کے جو ڈس کوالیفائی ہو گئے تھے اس میں جس طریقے سے rigging ہوئی کیا موجودہ حکومت موجود نہیں تھی پھر جناب والا! دوسری بات یہ ہے وہ کہتے ہیں کہ جھنڈا جلانے کے بعد جب وہ واپس آئے تو ان کا کوئی رشتہ نہیں تھا یہ تو باقاعدہ تصدیق ہو چکا تھا الطاف صاحب ۸۵ء کے وقت باقاعدہ حکومت کے پے رول پر تھے اور باقاعدہ گورنمنٹ کو انفارمیشن دیتے تھے۔ کیسے اس کو deny کر رہے ہیں اپنے آپ کو بالکل بری الذمہ قرار دینے کے لئے کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: انہوں نے اپنے دلائل دیئے۔ انہون نے اپنے دلائل دے دیئے آپ نے اپنی بات کر دی جی آپ بھی فرمائیں۔

Syed Abdullah Shah : Sir just to keep the record straight, I am saying that MRD was started by our party for restoration of democracy and mr. G. M. Syed opposed it. There was no question of India going to help us. It wasG.M. Syed who said Indians have

shown their cowardice No. 1 and then G. M. Syed and Altaf Hussain they were all hand and gloves and both were patronized by the Federal Government headed by Zia-ul-Haq, and Syed Ghous Ali Shah.

Mr. Chairman : Yes Jatoi Sahib.

جناب اعجاز علی خان جتوئی: میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تحریک ایک پارٹی نے initiate کی تھی بہر حال وہ ایم آر ڈی Movement for Restoration وہ ساری پارٹیوں کا مجموعہ تھا۔ دوسری چیز یہ تھی راجہ صاحب نے بات کی ہے ایم کیو ایم کے اوپر جب ایک الائنس ایک corelation میں ایک پارٹی ہوتی ہے اس کے خلاف complaint کرنے کے لئے جب سٹیٹ خود ملوث ہو جاتی ہے تو یہ ایک سٹیٹ Terrorism کا تصور ذہن میں ابھرتا تو سندھی عوام کے لئے یہ ایک سٹیٹ terrorism کا تصور تھا ہم اگر شکایت کرنے جاتے ہیں تو جنرل ضیاء الحق صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو ان کے creator ہیں تو میں نے یہ بات رکھی تھی کہ اگر ہم شکایت کرنے جائیں فریاد کرنے سندھی عوام جائے تو جائے کہاں کیونکہ سٹیٹ خود اس میں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: کافی ہو گیا ہے۔ ڈھائی بج گئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں جی، بس کافی ہو گئی ہے۔ سب کی بات ہو گئی ہے میں ڈیبیٹ تو نہیں کروا رہا تقریریں ختم ہو گئی ہیں۔ اب ایک پوائنٹ پر پھر سارے شروع ہو جائیں یہ تو پھر وہی حساب ہو جائے گا۔

راجہ ظفر الحق: جناب چیئرمین! میں اس بات کو کھلے دل سے تسلیم کرتا ہوں مسلم لیگ نے بڑی کمزوری دکھائی کئی بار حکومتوں میں رہی لیکن اس نے موثر طریقے سے پاکستان کے مخالفوں کا استعمال نہیں کیا اور اس کمزوری کی وجہ سے بہت ساری بیماریاں بھی

ساری بیماریاں پہلے ہی ختم ہو چکی ہوتیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، عبدالرحیم خان صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: بات یہ ہے کہ ایم آر ڈی کے بارے میں بات ہوئی میں اپنے دوستوں کی تائید کرتا ہوں کہ ایم آر ڈی مختلف پارٹیوں کا ایک الائنس تھا اور انہوں نے جمہوری تحریک چلائی اور اس میں ہماری پارٹی کے لوگوں کو مارشل لاء والوں نے شہید کیا۔ جس حد تک سندھ کے جی ایم سید صاحب کی بات ہے اور باتوں کے علاوہ انہوں نے ایم آر ڈی کی موومنٹ کی مکمل مخالفت کی۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: وہی تو سب کہہ رہے ہیں آپ دوبارہ وہی repeat کر رہے ہیں کیا فائدہ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: Repeat کر رہے ہیں لیکن یہ بات As a matter of fact بتانا چاہتے ہیں۔ رہ گئی مسلم لیگ کی بات تو مسلم لیگ نے مسلسل آمریت کو سپورٹ کیا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے۔

جناب چیئرمین: اچھا ٹھیک ہے۔ جی محمد علی خان صاحب۔

Mr. Muhammad Ali Khan : Mr. Chairman Sir, I have been informed that there is a Cabinet meeting tomorrow and the Ministers will not be in a position to attend the session and at the same time the Pakistan Muslim League is holding meeting of their executive committee, working committee. So, I request that instead of having the session tomorrow we should have an off day tomorrow and call the Senate day after tomorrow.

Mr. Chairman : Right. So the House is adjourned till day after tomorrow, it will be 1st of July at 10.00 a.m.

[Then the House adjourned to meet again 1st of July at 10.00 a.m.]
